SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Monday, the October 12, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty two minutes past four in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ۔
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِي۟ن مَّاتَ أَوْ
قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ
ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّـٰ رِينَ وَمَا اَنَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ
إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ كِتَـٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلدُّنْيَا نُؤْتِهِۦ مِنْهَا
وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلْـَٔاخِرَةِ نُؤْتِهِۦ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِى ٱلشَّـٰكِرِينَ ۔

ترجمہ: اور محمد (□بھی تو) رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا)، آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر (مصائب اور تکلیفیں جھیلتے ہوئے اس دنیا سے) گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنے (پچھلے مذہب کی طرف) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (یعنی کیا ان کی وفات یا شہادت کو معاذاللہ دین اسلام کے حق نہ ہونے پر یا ان کے سچے رسول نہ ہونے پر محمول کروگے)، اور جو کوئی اپنے الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہر گز کچھ نہیں بگاڑے گا، اور اللہ عنقریب (مصائب پر ثابت قدم رہ کر) شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا۔ اور کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتا (اس کا وقت) لکھا ہوا ہے، اور جو دنیا کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور جو آخرت کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو (خوب) صلہ دیں گے۔
(سورۃ آل عمران آیات 144 تا 145)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حاجی محمد عدیل صاحب نے بعض مصروفیات کے باعث مورخہ 12 اور 13 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ فرحت عباس صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 12 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر ولی محمد بادینی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر 9 اکتوبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مولا بخش چانڈیو صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 12 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر اسرار اللہ خان زہری صاحب، وزیر برائے پوسٹل سروسز، نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازیٔ طبع کی بنا پر مورخہ 12 تا 14 اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سینیٹر انجینئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جناب چیئرمین! پشاور دھماکے میں لوگ شہید ہوئے، آج شانگلہ میں دھماکا ہوا، ان شہداء کے لیے دعا کرائی جائے۔

(اس موقع پر شہداء کے لیے فاتحہ خوانی کرائی گئی)

Mr. Chairman: We now take up item No.2. Bokhari sahib, Mr. Durrani wants to move the bill.

یہ وہی Constitutional Bill ہے، کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے، اس کو refer کر دیا جائے examination اور consideration کے لیے؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): That may be referred to the Committee, there it can be examined.

Mr. Chairman: Now, we take the Commenced Motion, item No.4 regarding further discussion on the motion moved by Mr. Muhammad Ishaq Dar on 8th October, 2009 on Kerry Lugar Bill passed by U.S. Congress for financial assistance to Pakistan.

Commenced Motion; Re: Regularization of Services of Water Management Employees in Balochistan.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے نقطہ اعتراض پر اپنے معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔

جناب والا! مجموعی طور پر ہمارا ملک اور پھر ہمارا صوبہ بہت پسماندہ ہے۔ یہ زرعی علاقہ ہے اور خدا کے فضل سے پانی بھی اتنا ہے کہ اگر اس کو store or manage کیا جائے تو ہم زرعی طور پر کافی ترقی کر سکتے ہیں اور لوگوں کے لیے روزگار بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ مگرہماری بدقسمتی ہے کہ ابھی تک یہاں پر contract پر services مہیا کی جاتی ہیں اور اس میں اگر کوئی ایسا منصوبہ آ جائے جو عوام کے فائدے کا ہو، زرعی ترقی کا ہو یا کسی اور شعبے کی ترقی سے متعلق ہو تو بھی اس میں ملازمین کو contract پر رکھا جاتا ہے۔ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ بہت miserable زندگی گزارتے ہیں کیونکہ ان کو کوئی protection حاصل نہیں ہوتی، کوئی continuity نہیں ہوتی۔ ہمارے صوبے میں Water Management کا ایک منصوبہ ہے جس میں پندرہ سو کے قریب ملازمین ہیں، ان میں 135 officers ہیں اور باقی دیگر ملازمین ہیں۔ پانی کی management کے حوالے سے یہ بہت اچھا منصوبہ ہے کہ لوگ اس منصوبے پر کام کریں اورپانی کی صحیح management ہو ۔ ان ملازمین نے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں regular کیا جائے ان کا یہ مطالبہ بہت جائز ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ جو بھی لوگ ملازمت کرتے ہیں وہ regular basis پر بھرتی ہوں۔ ان لوگوں نے کئی سال پہلے regular کرنے کے لیے درخواست کی تھی، اس پر صوبائی اسمبلی میں 21-3-2007 کو ایک متفقہ قرارداد بھی پاس ہوئی کہ Water Management کے تمام ملازمین کو regular کیا جائے۔ مگر اتنا ہونے کے باوجود وہ regular نہیں ہو سکے۔ اس وجہ سے ان پندرہ سو ملازمین کے خاندان بہت مشکل زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی تنخواہیں بھی دوسرے صوبوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ میری درخواست ہے کہ Water Management کے ان contract ملازمین کو regular کیا جائے اور متعلقہ وزیر صاحب کو اس ایوان کے توسط سے ہدایات جاری کی جائیں۔ اس کے علاوہ Balochistan package کے حوالے سے ان کا بڑا دعویٰ ہے کہ بہت اچھا package آ رہا ہے۔ اس package میں بھی ان ملازمین کا مسئلہ رکھا جائے۔ یہ لوگ تقریباً چار مہینوں سے بھوک ہڑتال کر رہے ہیں۔ میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس معاملے کو priority پر حل کرے۔ شکریہ۔

سینیٹر انجینئیر محمد ہمایوں خان مندوخیل: مندوخیل صاحب نے Water Management کے جن ملازمین کے مسئلے کا ذکر کیا ہے، یہ بہت اہم issue ہے۔ یہ ان کے career کا سوال ہے۔ میں اس کو fully support کرتا ہوں۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کے contract ختم ہو رہے ہیں اس کے ساتھ وہ over age بھی ہو رہے ہیں، اگر ان کو permanent نہیں کیا گیا تو خدشہ ہے کہ ان کا سارا career خراب ہو جائے گا۔ اس چیز کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: نیئر بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ if you kindly see the point of order which has been raised, primarily it relates to the Provincial Agricultural Department. ان کا concern واقعی درست ہے کہ contract پر جو ملازمین ہیں ان کو regular کیا جائے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی

ویسے بھی یہ policy ہے کہ ہم contract employees کو confirm کر رہے ہیں، اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے Federal Departments کو یہ ہدایات جاری بھی کی ہیں۔ Certainly, we look into it and we will get in touch with the provincial government تاکہ مندوخیل صاحب اور ہمایوں خان صاحب کے جو concerns ہیں اور particularly جو یہ ملازمین ہیں ان کے لیے certainly we will take up this matter with the provincial government.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ہماری ایک درخواست ہے کہ بلوچستان package پر بھی کچھ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے and he will take up the matter with the provincial government.. No cross talks please.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں بہت briefly عرض کروں گا، ابھی فاتحہ خوانی بھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا serious matter of grave concern تھا جو کچھ ہوا اللہ کا شکر ہے کہ اس کا انجام بڑا اچھا ہوا۔ عسکری قیادت مبارکباد کی مستحق ہے لیکن جو تفصیل میڈیا کے زریعے ہم تک پہنچی کیونکہ جمعہ کے اجلاس کے بعد یہ واقعہ ہوا اور ہم آج اجلاس میں مل رہے ہیں۔ اس حوالے سے یہ کوئی intelligence failure نہیں تھا، آپ کو یاد ہو گا کہ جب سری لنکن کرکٹ ٹیم کے ساتھ لاہور میں جو واقعہ ہوا تھا تو اس وقت گورنر راج تھا اور اس وقت کی جمہوری حکومت کو فارغ کیا ہوا تھا ۔ جب حکومت revive ہوئی تو حکومت پنجاب نے D.G. Khan میں کچھ لوگوں کو پکڑا ان میں سے ایک مارا بھی گیا۔اگر اس کی رپورٹ کو دیکھیں تو یہ بہت clear تھا کہ حملہ G.H.Q پر ہونے والا ہے اور جو لوگ ہوں گے وہ یونیفارم میں ہوں گے۔ وہ اتنی تفصیل ہے کہ اس سے ایک چیز تو واضح ہے کہ intelligence failure نہیں تھا، it is action failure and action failure میں میرے خیال میں M/O Interior and M/O Defence کی ناکامی ہے چونکہ G.H.Q کے اندر کی security وہ نہ provincial authorities کو allowed ہے نہ federal authorities کو allowed ہے، all know how the system works ان کی اپنی three tier security system جسے انہوں نے رکھا ہوا ہے۔ اس وقت نہ ہی Defence Minister اور نہ ہی Interior Minister مو جود ہیں اس پر اگر بخاری صاحب کوئی روشنی ڈالیں کہ کیا corrective measures لینے چاہیے تھے اور یہ failure کیوں ہوا؟ جبکہ intelligence reports موجود تھیں، publicallyاس کی تفصیل آ چکی ہے۔ حکومت پنجاب کے حوالے سے well in time informed کیا گیا۔ Even FIA نے بھی اپنی intelligence report انہی lines پر دی تھی تو پھر اس کے باوجود اتنا بڑا واقعہ ہوا کیونکہ G.H.Q. کا وہ علاقہ ہمارے لیے پاکستان کی security کے حوالے سے ایک symbol ہے، اگر وہاں پر ایسا حملہ اور اتنا organized حملہ ہوا ہے اور intelligence reports کے موجود ہونے کے باوجود appropriate measures نہیں لیے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر حکومت کی طرف سے کوئی روشنی ڈالی جانی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: شکریہ جناب چیئرمین! جن باتوں کا اظہار اسحاق ڈار صاحب نے کیا تو

probably its not a matter of point scoring now that which agency, which authority conveyed earlier that what is going to happen. Certainly Federal Government agencies were also concerned about this. I still feel that the way the armed forces have defended that place and they are defending our nation and the country. We really and the whole nation appreciate that and the action which was taken in response to this action by the terrorists it's commendable and

میں سمجھتا ہوں کہ اسی intelligence کی بنیاد پر جب انہوں نے آغاز کیا تو ان terrorists کو at that spot publically and ISPR کی statements بھی آتی رہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح جواں مردی سے ہمارے ان کمانڈوز نے جان دی اور جس طرح انہوں نے ان 22 لوگوں کو rescue کیا جو hostage بن گئے تھے اور دو کمانڈوز نے daringly اپنے آپ کو پیش بھی کیا، knowingly کہ کیسے حالات ہیں، میں سمجھتا ہوں پاک فوج کے جوانوں نے جس طرح اس sabotage کو روکا بھی، hostages کو چھڑایا بھی اور قربانی بھی دی ۔ یہ قابل تعریف ہے اور پاکستانی قوم یہ سمجھتی ہے کہ جس طرح پاک افواج کے جوانوں نے مالا کنڈ اور سوات میں اپریشن کیا.

Mr. Chairman: Full credit goes to them.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Full credit goes to them.

جب ہمارے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ نہ صرف اسلام آباد یا جی ایچ کیو یا پنڈی یعنی ہر جگہ اس قسم کے incidents ہو رہے ہیں تو we have to see that what was the reason for it and who were the people responsible of it and what were the circumstances and why did it start? Who were the rulers at that time who gave all those leverage and patronage to those people. آج پاکستانی قوم متحد ہے اور ان دہشت گردوں کو اس ملک سے flush out کیا جائے۔ ساری قوم افواج پاکستان کے پیچھے کھڑی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ آئندہ بھی جوکوشش کریں گے پاکستانی قوم اور افواج بھر پور طریقے سے اپنا دفاع کریں گے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: انشا ء اللہ، انشا ء اللہ۔ اب وسیم سجاد صاحب do you want to start?

Senator Wasim Sajjad (Leader of the Opposition): Mr. Chairman! before I do that and like to join the Leader of the House in congratulating the Pakistan Army for having successfully carried out this operation.

Mr. Chairman: As they did a wonderful job in Swat and in the Malakand division.

Senator Wasim Sajjad: This is also an example to the world that in the face of extreme adversity and difficult conditions, Pakistan army will come up to the expectations of the people throughout in such a time.

Mr. Chairman: Good, thank you.

Further Discussion on the Kerry-Lugar Bill Passed by the U.S. Congress for Financial Assistance to Pakistan.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے کیری لوگر بل جو کہ ایک بہت اہم بل ہے، اس کے بارےر میں مجھے اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ یہ جو بل ہے عام طور پر اگر کوئی امریکن legislation ہوتی ہے یا کسی اور ملک کی تو اس کا براہ راست ملک پر کیا اثر پڑتا ہے ۔ عام طور پر اس قسم کی legislation کا اثر نہیں پڑنا چاہیے لیکن اس بل کے ذریعے پاکستان کے وقار پر، پاکستان کی عزت پر ، پاکستان کی security پر اور پاکستان کی اندرونی policies پر ایک گہرا اثر پڑا ہے۔ اس بل پر کافی عرصے سے مذاکرات ہو رہے تھے اور اخبارات کے مطابق پاکستانی حکومت اور امریکی حکومت کے درمیان کوئی 35 خطوط لکھے گئے۔ یہ بھی سب کو پتہ ہے کہ ہمارے سفیر حسین حقانی صاحب نے بہت ساری meetings کیں اور اس سلسلے میں جناب ہالبروک صاحب بھی کئی دفعہ پاکستان تشریف لائے اور Secretary of State بھی تشریف لائیں۔ ظاہری بات ہے کہ ان مذاکرات کے ذریعے پاکستان نے اپنا موقف امریکی حکومت تک پہنچایا ہوگا۔

امریکہ کا یہ کہنا تھا کہ ہم پاکستان کو اعتماد دینا چاہیتے ہیں، کہ ہم short term relationship نہیں چاہتے کیونکہ ان پر الزام تھا کہ جب افغانستان پر سے Russian influence ختم ہوا تو وہ یہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور بہت سارے مسائل جو ہم آج دیکھ رہے ہیں انہی کی وجہ سے ہیں کہ جب حالات گھمبیر تھے، مشکلات تھیں اس وقت امریکہ وہاں سے چلا گیا۔ اب ان کو احساس ہوا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اور انہوں نے یہ بار بار کہا ہے کہ ہم پاکستان کے ساتھ ایک لمبی مدت کا تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس ضمن میں ہم آپ سے commitment کرنا چاہتے ہیں کہ ہم پانچ سال کے لیے، دس سال کے لیے پاکستان کے ساتھ ایک مخصوص دائرہ کے اندر ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔

امریکن حکومت کے نظام کی جس کو بھی سمجھ ہے وہ جانتا ہے کہ وہاں پر اگر اس قسم کی کوئی legislation ہو جس کا اثر ایک اور ملک پر پڑتا ہے تو ان کا نظام ایسا نہیں کہ وہ بات چیت کے بغیر، اگلے کو confidence میں لیے بغیر کوئی قدم اٹھائیں۔ افسوس اس بات کا ہے اور اخبارات بھی یہ بات کر رہے ہیں کہ اس قسم کے اشارے ہماری طرف سے دیے گئے کہ آپ ایسی شقیں اس میں داخل کریں جن کا پاکستان کی داخلی سیاست پر، پاکستان کے اندرونی اداروں پر اور پاکستان کے جمہوری نظام پر اس کا اثر ہو۔ اور اگر میں اس کو summarize کروں تو ان شقوں کے ذریعے سے جو اس میں ڈالی گئی ہیں، جو ہدف امریکہ کا نظر آ رہا ہے، جو پہلا ہدف ہے اور لگتا ہے کہ جس پر پاکستانی حکومت کا مشورہ شامل ہے وہ یہ ہے کہ جی پاکستان کے نیوکلیئرپروگرام کو کمزور کرنا، اس کو مفلوج کرنا اور اس کو بے اثر کرنا۔ نمبر 2، پاکستان کے حسا س اداروں کو کمزور کرنا، نمبر 3 پاکستان کے اندرونی معاملات میں ایک بے جا مداخلت ،نمبر 4 ہندوستان کے مفادات کو بڑھانا اور ہندوستان کے مفادات کو تحفظ دینا اور نمبر 5

پاکستان کو vulnerable کرنا یعنی اس کو کمزور کرنا، اس کی کمزور حیثیت کرنا، اس پر یہ تلوار لٹکا کر کہ آپ کو terrorist state declare کیا جائے گا۔

جناب والا! جب اس کیری۔ لوگر بل میں نیوکلیئر پروگرام کا ذکر آتا ہے تو اکثر لوگوں کا یہ خیال تھا اور میں نے دیکھا ہے کہ اخبارات میں بھی اس کا تذکرہ آتا ہے کہ جی یہ ڈاکٹر قدیر خان تک رسائی چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر قدیر خان کا نام اس لیے آیا کہ پچھلے چند سالوں میں ان پر الزام لگایا گیا جو کہ ایک غلط الزام تھا کہ انہوں نے نیوکلیئر پروگرام کی proliferation میں کردار ادا کیا۔ ان کا ایران سے تعلق کا ذکر بھی آیا، لیبیا سے بھی آیا لیکن جب میں نے اس بل کو دیکھا اور میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس مداخلت کا جو بل کے ذریعے سے کی جائے گی دائرہ بہت زیادہ وسیع ہے۔ اگر آپ اس بل کی شق کو دیکھیں جس کا تعلق پاکستان کے نیوکلیئرپروگرام سے ہے، اس میں لکھا گیا ہے کہ اور جناب اس کے ایک ایک لفظ پر آپ توجہ دیں that the Government of Pakistan, یعنی یہ ہم توقع کرتے ہیں، ہم چاہتے ہیں، ہماری یہ شرط ہے that the Government of Pakistan is continuing to cooperate with the United States in efforts to dismantle supplier network relating to the acquisition جناب یہ لفظ ذرا آپ دیکھیں acquisition یعنی ہم نے حاصل کیا تھا یہ، providing such relevant acquisition of nuclear weapon related materials, information from or direct access to Pakistani nationals associated with weapons. یعنی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جو یہ nuclear technology حاصل کی، آپ نے یہ جو nuclear programme بنایا ، اس کو acquire کیا ، اس سلسلے میں جو بھی پاکستانی شامل تھے اس پر ہم access حاصل کرنا چاہتے ہیں یعنی یہ مسئلہ خالی ڈاکٹر قدیر خان کا نہیں ہے۔ سب کو علم ہے کہ 1974ء Indian test کے بعد ، 1974 ء میں انڈیا نے ٹیسٹ کیا تھا اس کے بعد جب پاکستان نے اپنا پروگرام شروع کیا تو تمام دنیا کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی۔ امریکہ کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی، مغربی ممالک کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی اور اس طویل عرصے میں پاکستان نے بہت مشکل حالات میں اس پروگرام کو آگے بڑھایا اور اس پر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لوگو ں نے پاکستان کے اس پروگرام کی مدد کی۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی ہر حکومت جو آئی 1974 ء کے بعد چاہے وہ مسلم لیگ کی حکومت تھی ، پیپلز پارٹی کی تھی یا interim حکومت تھی تمام حکومتوں نے اس میں تعاون کیا، اس پروگرام کو support کیا اور اس میں جو لوگ شامل تھے ان کے وہ ہیروز ہیں جن کا نام لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہوگا۔ اس کا سینکڑوں میں ذکر ہوگا جنہوں نے پاکستان کے اس پروگرام کو آگے بڑھانے میں پاکستان کی مدد کی اور اس پروگرام کو اس نہج پر پہنچایا کہ پاکستان آج اپنے آپ کو محفو ظ تصور کرتا ہے۔

جناب والا! اس بل کے ذریعے سے یہ کہا گیا ہے کہ آپ ہمیں access دیں گے to all those Pakistani nationals یعنی اس کا مطلب یہ ہے 74 ء سے لے کر آج تک جن لوگو ں نے اس میں اپنا ایک کردار ادا کیا ہے اس پر آپ ہمیں access دیں گے یعنی رسائی دیں گے۔ اور جس طرح میں نے عرض کیا کہ خالی ڈاکٹر قدیر خان کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سے لوگو ں کا ذکر ہے۔ پھر اسی پروگرام

کے ضمن میں، میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ ہدف 74ء کے بعد کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، پاکستان کو ہم مضبوط نہیں دیکھناچاہتے۔ ہم نے بار بار کہا کہ جی ہمارا کوئی aggressive design نہیں ہے۔ ہم نے یہ پروگرام اپنے تحفظ کے لیے شروع کیا تھا۔ ہم کوئی world power بننےنہیں جا رہے اور بار بار ہم نے international forums پر بھی کہا تھا کہ اگر آپ ہندوستان پر کوئی پابندی لگائیں تو ہم بھی اس پر غور کرنے کو تیار ہیں۔

اس میں یہ بھی ہوتا ہے اور میرا خیال ہے ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ جب اس قسم کی شرط عائد کر دی جاتی ہے تو مغربی ممالک یا امریکہ کو اس کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو waiver دیے جاتے ہیں - ہم پر Elen Amendment آئی،Slington Amendment آئی، اور Pressler Amendment آئی اور جب ہم یہ پروگرام آگے بڑھا رہے تھے تو سب کو علم تھا کہ پاکستان کا پروگرام کس طرف جا رہا ہے لیکن جب ان کی ضرورت تھی تو انہوں نے waiver دینا شروع کر دیا کہ ٹھیک ہے آگے چلیں - ایک ایسا مرحلہ آ جاتا ہے جب وہ محسوس کرتے ہیں کہ اب ہمیں اس ملک کی ضرورت نہیں ہےیا یہ ملک اتنا vulnerable ہوگیا ہے کہ اب ہم اپنی شرط لگا کر اپنے ہدف حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت اس شرط کو عائد کیا جاتا ہے۔مجھے خدشہ ہے کہ یہ جو شرط لگائی گئی ہےاس میں بھی waiver دے دیا جائے گا۔ آج ہم ایسی پوزیشن میں ہیں کہ گو ہمارے معاشی حالات اچھے نہیں ہیں لیکن آج بھی ہم اپنا گزارا کر سکتے ہیں - آج بھی اگر ہم اپنے وسائل پر بھروسا کریں اور ان پر گزارا کرنے کی کوشش کریں تو آج بھی ہو سکتا ہےلیکن خدا نخواستہ اگر کوئی ایسا مرحلہ آیا جب پاکستان پر معاشی دباؤ بڑھ جائے گا تو اس وقت کہیں ایک دم یہ شرط نہ نکال لی جائے کہ ہمارا تو یہ قانون ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ یہ شرط مانیں اس کے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتےتو آئندہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے ہمیں آج یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمیں ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔

جناب والا! جہاں تک پریسلر ترمیم کا تعلق ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۹۷۴ کے بعد ہی سب کوپتا تھا کہ پاکستان یہ پروگرام آگے بڑھا رہا ہے ۱۹۸۹ میں یک دم پریسلر کی شرط ہم پر لگا دی گئی - مجھے موقع ملا تھا اور پاکستان کے ایک وفد کی سربراہی کرتے ہوئے امریکہ میں امریکن حکومت کے ساتھ اسی نیوکلیئر پروگرام کے سلسلے میں ،میں نے مذاکرات کیے تھے۔ اس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں ہے لیکن مذاکرات کے دوران، آج تو billion dollars 1.5 کی بات ہو رہی ہے، مجھے یہ کہا گیا تھا کہ .billions of dollars are available آپ کو صرف a, b, c کام کرنا ہے تو ہمارا جواب یہ تھا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جو ہم نہیں کر سکتے۔ اور میں نے یہ جانتے ہوئے کہ اکثر کچھ اور لوگ ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ تو بڑی غلط حکومت ہے، یہ نہیں کرے گی ہم آپ کے لیے کریں گے تو میں نے ان کو سمجھایا کہ یہ ایک ایسا پروگرام ہے جسے کوئی حکومت roll back نہیں کر سکتی - یہ message ان کو واضح دیا گیا تھا کہ یہ کوئی حکومتی پروگرام نہیں ہے۔ یہ کسی حکومت کی پالیسی کا نہیں ہے - اس کے اصلی محافظ پاکستان کے عوام ہیں اور وہ کسی کو اجازت نہیں دیں گے، آپ یہ سوچیں کہ آج یہ حکومت ہے اس کو تبدیل کرکے نئی حکومت لے آئیں گے یا کوئی اور آ جائے گا توہم اپنےا

ہداف حاصل کر لیں گے ۔ ہمارا پیغام یہ تھا کہ یہ پروگرام ایسا ہے، پاکستان میں ہمارے آپس میں اختلافات بھی ہیں، ہماری پارٹیاں بھی ہیں ۔ ہم ایک دوسرے سے اختلاف بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر تنقید بھی کرتے ہیں لیکن نیوکلئیر پروگرام ایک ایسا پروگرام ہے جس پر پاکستان کے عوام نے پہرے داری دی ہوئی ہے اور وہ کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ رتی بھر بھی اس سے پیچھے ہٹے ۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی حکومت آئی ،دباؤ کے باوجود اس نے اس پروگرام پر حرف نہیں آنے دیا۔ اب یہ کھٹکتا ہے، بہت سے ایسے ممالک ہیں جو نہیں چاہتے ، علامہ اقبال صاحب نے کہا تھاکہ:

میں کھٹکتا ہوں دل یزداں میں کانٹے کی طرح

تو یہ کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے ۔ جب بھی پاکستان کی کوئی کمزوری نظر آتی ہے اس چیز کو پھر نکال لیا جاتا ہے ۔ اس لیے اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہےکیونکہ اس کے بغیر آج آپ دیکھیں اگر خدانخواستہ یہ پروگرام ہمارے پاس نہ ہوتا ،ہمارا نیوکلیئر پروگرام اس نہج پر نہ ہوتا جہاں آج ہے تو ہماری کیا حالت ہوتی۔ ہم بالکل ایک چھوٹے سے ملک کی طرح جو کسی اور کے رحم و کرم پر ہے، ہم پر ہر کوئی دباؤ ڈالتا ، اپنے مفادات حاصل کرتا اور ہم بےبس اور لاچار ہوتے۔آج ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنا دفاع کر سکتے ہیں اور اس کا دفاع ہمیں کرتے رہناچاہیے اورحکومت کو چاہیے کہ اس قسم کی چیز پر وہ بالکل ایک مضبوط موقف رکھے اور اس اعتماد کے ساتھ رکھے کہ ساری قوم اس کے ساتھ، اس پروگرام کے تحفظ میں شامل ہوگی۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ میں نے عرض کیا تھا کہ ان کا دوسرا ہدف یہ ہے کہ پاکستان کے حساس اداروں کو مفلوج کر دیا جائے۔ہر وقت ملکوں کے درمیان جنگ نہیں ہوتی لیکن ملکوں کے خلاف سازشیں ہوتی رہتی ہیں ، ملکوں کے خلاف کئی plans بنتے رہتے ہیں اور پاکستان کی باسٹھ سال کی تاریخ میں اگر کسی ادارے نے پاکستان کے دفاع میں ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے تو وہ ISI ہے ۔ ہم کبھی نہیں چاہتے کہ ISI civilian government کو ہٹائے یا فوج سویلین معاملات میں شامل ہو لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہمارے جو حساس ادارے ہیں وہ پاکستان کے دفاع کے لیے اسی تندہی سے کام کرتے رہیں جس طرح کہ وہ ۶۲ سال سے کرتے رہے ہیں۔لیکن کچھ ممالک ہیں، میں ان کے نام نہیں لینا چاہتا جو سمجھتے ہیں کہ ISI جس طریقے سے کام کرتی ہے وہ اس کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ سب سے بڑا اعتراض بھارت کو ہوتا ہے ۔ بھارت سمجھتا ہے کہ وہ جو ہدف حاصل کرنا چاہتا ہے ، جو افراتفری پھیلانا چاہتا ہے، پاکستان کے اندر جو ایک کیفیت پیدا کرنا چاہتا ہے، تو اس کے راستے میں اگر کوئی دیوار کھڑی ہے تو وہ آئی ایس آئی ہے۔ اسی طرح افغانستان میں اگر مغربی ممالک یا امریکہ کے کوئی عزائم ہیں، ایک کو ایک perception ہے کہ ISI شاید وہ کام نہیں کرنا چاہتی جو وہ سمجھتے ہیں کہ اس کو کرنا چاہیے اس لیے ISI کے خلاف سازشیں ہوتی رہتی ہیں اور اس بل میں براہ راست ذکر کرکے یعنی یہ ہماری توہین ہے کہ اگر ہمیں کسی ادارے پر اعتراض ہے تو یہ ہمارا فرض ہے، پارلیمنٹ کس کام کے لیے ہوتی ہے، یہ پارلیمنٹ کا کام ہے کہ وہ ملک کو صحیح راستے پر رکھے۔ اگر کوئی غلط کام کر رہا ہے تو ہم اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔ کسی دوسرے ملک کو یہ

حق حاصل نہیں ہے کہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرے اور کہے کہ آپ کی ایجنسی the security forces of Pakistan are materially and substantially subverting the political or judicial processes of the country یہ کہاں کا قانون ہے ؟ یہ کس نے اختیار دیا کہ وہ پاکستان کو کہیں کہ آپ کی فلاں ایجنسی subvert کر رہی ہے ۔ یہ subvert وہی لفظ ہے جو پاکستان کے آئین میں Article 6 میں دیا ہوا ہے کہ پاکستان کی کوئی ایجنسی judicially اور پاکستان کی جمہوریت کو subvert کر رہی ہے، یہ کس قسم کے الفاظ ہیں؟ کیا مقصد ہے ان کا؟

پھر اسی بل میں ذکر آتا ہے کہ اس میں مریدکے اور کوئٹہ کا ذکر آتا ہے ، میرے خیال میں اس سے پہلے پاکستان کی پچانوے فیصدی آبادی کو پتا نہیں ہوگا کہ مریدکے کہاں پر ہے لیکن حیرانی کی بات ہے کہ مریدکے اب ایک بین الاقوامی شہر بن گیا ہے جس کا ذکر ا مریکہ کی legislation میں آ رہا ہے اور صدر اوباما صاحب اس بل پر دستخط کریں گے۔ جب مریدکے کا لفظ آتا ہے تو کس کو تحفظ دیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی لابی نے یہ لفظ ڈلوایا ہے ۔ ہندوستان نے کہا ہے کہ ہمیں یہاں سے خطرہ ہے ۔ پاکستان کو جب پیسے ملیں گے، امداد آئے گی اور جب امداد آئے گی تو پاکستان معاشی اور فوجی طور پر مضبوط ہوگا تو یہ ہمارے خلاف استعمال کیا جائے گا اور ہندوستان نے جو بات کی وہ انہوں نے مان لی اور مریدکے اور کوئٹہ کے نام اس بل میں آگئے۔ جناب والا! اگر یہ اتنے ہی مریدکے پر concerned ہیں، چند مہینے پہلے کی بات ہے کہ امریکہ اور بھارت کا ایک معاہدہ ہوا جس کو Civilian Nuclear Technology Agreement کہتے ہیں ۔ اس پر بھی طویل مذاکرات ہوتے رہے اور اس میں امریکہ نے کوشش کی تھی کہ ہم اس قسم کی پابندیاں ہندوستان پر لگائیں لیکن ہندوستان نہیں مانا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کے الفاظ اس معاہدے میں نہیں ڈالے گئے۔ میں امریکہ سے آج یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس میں یہ کیوں نہیں لکھا کہ ہندوستان قندھار اور جلال آباد میں اپنی consulates بند کرے گا، یہ کیوں نہیں لکھا کہ ہندوستان پاکستان کے اندر RAW کو استعمال نہیں کرے گا؟ کیوں نہیں لکھا کہ ہندوستان بلوچستان میں مداخلت نہیں کرے گا ؟ اگر وہ پاکستان کے دوست ہیں اور پاکستان کے مفاد کو عزیز سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ پاکستان کے جو perceptions ہیں ، پاکستان کو جو خطرات ہیں، پاکستان کے جو تحفظات ہیں ان پر بھی نظر رکھیں اور وہ اس region میں ایک even handed approach رکھیں ورنہ پاکستان کو ایک دباؤ کے تحت رکھا ہوا ہے ۔ ہر وقت تلوار لٹکانے کا مقصد ہے ۔ یہ نہ پاکستان کے مفاد میں ہے، نہ میں کہوں گا کہ امریکہ کے مفاد میں ہے۔ جناب! ہم چاہتے ہیں کہ امریکہ کے ساتھ اچھےتعلقات ہوں ، ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ ایک super power ہے جس کے ساتھ ہم اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری ان کے ساتھ ایک تاریخ ہے ، ہم نے ان کے ساتھ relationship بنائی اور امریکہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے وہ کھلے دل والے لوگ ہیں ، ان کو غالباً یہی کہا گیا تھا اور یہی افسوس کی بات ہے کہ یہی کہا گیا تھا کہ یہ یہ شقیں ڈالیں ، اس سے پاکستان کے لوگ خوش ہوں گے اور یہ غلطی کیوں ہوئی؟ جناب!غلطی اس لیے ہوئی کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اگر کسی close session میں، ایک in camera session ہو سکتا تھا ، یہاں ہماری کمیٹی میں آ کر بات کرتے، ہمیں

بتاتے کہ یہ بات ہو رہی ہے تو وزیر خارجہ وہاں جاتے اور وہ ایک پورے mandate کے ساتھ جاتے اور وہاں بتا سکتے ہیں کہ دیکھیں --- اگر آخر امریکہ 1.5 billion a year دے رہا ہے تو ان کا مقصد پاکستان کے ساتھ ایک relationship قائم کرنا ہے، اگر انہوں نے پیسے دیے ، ان کو فائدہ نہ ہوا، ہم نے پیسے لیے ہمیں فائدہ نہ ہوا، شک و شبہات بڑھ گئے ، اس کا کیا فائدہ ؟ پھر ایک شق یہ بھی ڈالی ہوئی ہے کہ پاکستان کی جو chain of command ہے اور فوجی promotion پر نظر رکھی جائے گی۔ جناب ! یہ کون سا ملک ہے جہاں پر civilian یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ میجر کون ہوگا، کپتان اور کرنل کون ہو گا۔ جہاں professional army ہوتی ہے ، وہاں professional فیصلہ کرتے ہیں اور یہ چیز نہ ہندوستان میں ہے، نہ امریکہ میں ہے، امریکہ میں کہاں ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کون کپتان ہو گا، کون میجر ہو گا؟ کونسی chain of command ہو گی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری جو غلط فہمی ہوئی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اب میں درخواست کروں گاکہ مضبوطی سے یہ کہا جائے کہ جناب! یہ نہ آپ کے مفاد میں ہے ، نہ پاکستان کے مفاد میں ہے، اس لیے مہربانی کر کے نظر ثانی کریں اور یہاں سے جو input لے کر جائیں ، اس اعتماد کے ساتھ جائیں کہ پاکستان کے عوام یہ چاہتے ہیں اور وہاں پر یہ موقف پیش کیا جائے ۔ وہ کھلے دل کے لوگ ہیں ، مجھے یقین ہے کہ اگر ان کو احساس ہو گیا کہ یہ پاکستان کے عوام چاہتے ہیں، وہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں۔ اس میں وہ ضرور تبدیلی لائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ وسیم صاحب۔ جی جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! اس پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اسلام آباد کے traders مظاہرہ کر رہے ہیں ، اپنی demands پیش کر رہے ہیں۔ اس ہاؤس کی یہ tradition رہی ہے کہ جب بھی اس طرح کے لوگ آ کر اپنی demand پیش کرتے ہیں تو ہاؤس کی جانب سے ان کی بات کو سننے کے لیے کچھ اراکین کو depute کیا جاتا ہے ، اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ یہاں سے آپ ایک دو اراکین ان کے پاس بھیجیں تاکہ پتا چل سکے کہ ان کے جو grievances ہیں ان کو کیسے redress کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب آپ چلے جائیے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میری آپ سے گزارش ہے کہ میں نے point out ضرور کیا ہے لیکن میری یہ تجویز ہے کہ Leader of the House کا اسلام آباد سے تعلق ہے ، یہیں کے یہ traders ہیں ، ان کو کہیں اور ان کے ساتھ دوسری جانب سے بھی ایک دو اراکین شامل کریں۔

جناب چیئرمین: پھر ایسا کر دیتے ہیں کہ وسیم سجاد صاحب بھی اسلام آباد سے ہیں ، نیئربخاری صاحب بھی اسلام آبا د سے ہیں ۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! بخاری صاحب اور میں بھی ان کے ساتھ چلا جاتا ہوں، ان کا جو بنیادی مسئلہ ہے وہ Rent Restriction Ordinance Islamabad ہے ۔ ان کے ساتھ واقعی زیادتی ہو رہی ہے ۔ قانون غلط استعمال ہو رہا ہے ۔ بخاری صاحب کو بھی چاہیے کہ وہ ہمت کریں تاکہ ہم ان کو تحفظ دے سکیں ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ بھی چلے جائیں تو that will be good. آپ دونوں جائیں۔

سینیٹر وسیم سجاد : میں بخاری صاحب کے ساتھ ضرور جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: آپ دونوں وکیل بھی ہیں۔ اس لیے آپ ان کو اچھی طرح satisfy بھی کر سکیں گے۔ جی گل محمد لاٹ صاحب۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Sir, I am thankful to you for giving me a floor. سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ایک منٹ۔ میں معزز ممبران کو یہ مطلع کرتا چلوں کہ فیصلہ یہ ہوا ہے، Advisory Committee کا جو فیصلہ ہے کہ پارلیمانی لیڈر 15 منٹ اور دوسرے معزز ممبران 10 منٹ۔ Please keep the time in mind when you are delivering the speech, thank you.

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب ! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم کسی بھی قسم کے aid, grant اور loan کے خلاف ہیں اور ہم چاہتے ہیں اور میری یہ دعا ہے کہ انشاء اللہ ہمارا ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گا، ہماری یہ دعا ہے کہ ہماری یہ نوبت ختم ہو کہ ہمیں کسی بھی ملک میں یا دنیا کی کسی بھی طاقت سے جا کر اپنے ملک کے لیے کوئی aid or loan مانگنا پڑے - جناب! اس سے پہلے ہمارے دوستوں نے کافی اس کو discuss کیا ہے - میں تھوڑا سا history میں جاؤں گا کہ جب سے ہمارا ملک بنا ہے ، 1950 سے پاکستان حکومت aid لے رہی ہے - جناب ! 1952 میں جب محمد علی بوگرہ پاکستان کے وزیراعظم تھے ، اس وقت امریکہ سے ہمیں گندم aid میں ملی تھی اور کراچی کی سڑکوں پر جو camel carts تھے ان پر امریکہ کے flags لگائے گئے تھے جن پر دو ہاتھ ملا کر دکھایا گیا اور ہمارے جتنے camel carts تھے ان کی گردنوں میں plates لگائی گئی تھیں جن پر لکھا ہوا تھا"thank you America" اس کے علاوہ SEATO and CENTO کے معاہدے جو ہم نے یورپ اور امریکہ کے ساتھ کیے، جس میں ہمیں پشاور میں اپنے bases تک دینے پڑے ، جس میں Russians نے ہمیں یہ threat تک کی کہ اگر کوئی امریکہ کے ساتھ ان کی nuclear war ہوتی ہے تو سب سے پہلے ہمارا attack Pakistan پر ہو گا۔

جناب ! ہمیں اپنی تاریخ کو نہیں بھولنا چاہیے - جنرل ضیا کے وقت میں 1982-83 میں جب ہمیں امریکہ سے امداد لینی تھی تو اس وقت امریکہ کے ساتھ جن معاہدوں پر دستخط کیے گئے تھے ان میں یہاں تک لکھا گیا تھا کہ جو اس وقت ہمارا ongoing nuclear programme ہے اس nuclear programme کو یا تو ہم stop کر دیں گے یا اس کو ہم roll back کر دیں گے - ہماری پارٹی ایک نظریاتی پارٹی ہے جس کو چاروں صوبوں سے ووٹ ملے ہیں ، جس کے چاروں صوبوں میں نمائندے ہیں اور ہمارے بانی چیئرمین نے اس ایٹم بم کو بنانے کے لیے اس نیوکلیئر کو بنانے کے لیے اپنی جان دے دی ، پاکستان کی جمہوریت کے لیے ہماری شہید چیئرمین محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی جان دی - پاکستان کے لیے، پاکستان کی عوام کے لیے، جمہوریت کے لیے جتنی جد و جہد اور جتنی قربانیاں پاکستان پیپلزپارٹی نے دی ہیں کسی اور پارٹی نے نہیں دی ہیں۔

جناب ! مجھے بڑا دکھ اور افسوس ہے کہ ہمارے حزب اختلاف میں جتنے بھی دوست ہیں یہاں یا باہر جس طرح ہماری حکومت کو involve کر رہے ہیں کہ ہم نےکیری لوگر بل جس کو American 100 Senators نے draft کیا ہے ، جناب! اس وقت پوری دنیا میں جو economic situation ہے ۔ ایک ملک جس کے اپنے چھ لاکھ لوگ ہر مہینے بے روزگار ہو رہے ہیں، جہاں ان کے اپنے کارخانے بند ہو رہے ہیں ، جہاں ان کے اپنے banks بند ہو رہے ہیں اور bankruptcy ہو رہی ہے وہاں اگر وہ ہمیں loan دیتے ہیں تو ظاہر ہے ان کے اپنے تحفظات ہیں ، ان کو اپنے taxpayer کو satisfy کرنا ہے کہ اندر certain conditions ہم یہ aid or grant پاکستان کو دے رہے ہیں ۔ جناب! کچھ دوستوں کی طرف سے ہمارے لیے یہ بھی کہا گیا کہ ہماری گورنمنٹ کشکول لے کر جا رہی ہے ۔ جناب! ہم نے کوئی کشکول نہیں اٹھایا ہے ۔ جن دوستوں نے 90s میں کشکول توڑنے کی بات کی تھی ، ہم ان کو بھی appreciate کرتے ہیں اور میں آج کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی کشکول اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی ، نہ ہم اٹھائیں گے ۔ جناب! ہم اس جنگ میں چالیس ارب ڈالر ضائع کر چکے ہیں ۔ اگر ویسٹ یا امریکن یا allies ہمیں grant or aid دیتے ہیں تو وہ ہم پر کوئی احسان نہیں کر رہے ہیں ۔ یہ ہمارا right ہے ۔ جناب! یہ پیسے جو ہمیں ملنے والے تھے جو 1.5 billion dollars per year ہیں اس کے 125 ارب روپے سالانہ بنتے ہیں جس کی میں نے اپنی ایک rough calculation کی تھی کہ تقریباً 38 کروڑ روپے every day ہمارے پاکستان کے غریب عوام کے لیے جو ان کی اس جنگ میں تباہیاں ہوئی ہیں خاص طور پر فاٹا میں ، مالاکنڈ اور سوات میں ان کو rehabilitate کرنے کے لیے ، ان کے سکول، ان کے ہسپتال اور ان کے دفتر بنانے کے لیے یہ 38 crore rupees daily ہمارے کام آنے تھے اس کے علاوہ جو پاکستان کی macro economic stability تھی وہ اس کے علاوہ suffer کرے گی اگر ہمیں یہ پیسے نہیں ملتے ہیں۔ جناب! اس بل میں most of the conditions جن کو میں نے read کیا ہے اور ان شرائط میں ہمارے ملک میں جمہوریت کو establish کرنے کی بات کی گئی ہے ۔ ہمیں یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر ہمارے ہاں کوئی nuclear proliferation ہوتی ہے تو جو ایسے پاکستانی اس چیز میں involve ہیں اس کے لیے ہم exchange کریں گے جو بھی ہمارے پاس information ہو گی۔ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ہم اگر اپنی سر زمین allow نہیں کریں گے کہ یہاں سے ہماری neighbour countries پر کوئی attack ہو ۔ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ہم eliminateکریں گے جتنے اسلامی radicals ہیں ان کے اڈوں کو یا ان کو تباہ کرنے میں ہم مدد کریں گے۔ جناب! اگر فرض کریں کہ ہم کیری لوگر بل کو ایک طرف رکھیں اور یہ مدد ہم امریکہ سے نہ بھی لیں تو ان میں سے کونسا ایسا point ہے جو آج ہم ان سے ..... as a coalition partner in war against terrorism ہم یہ point scoring نہیں کر رہے ہیں۔ اپنی داخلی سیاست میں ایک بہت ہی اچھا package ہمیں ملا تھا جس کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ آج اگر آپ ہماری english اخبارات کی رپورٹ اٹھاکر دیکھیں تو اب وہاں امریکن سینیٹ اور ان کی پارلیمنٹ میں یہ غم و غصہ ہے کہ انہوں نے پاکستان کو اتنا اچھا package دیا تھا۔ اس package میں اب پتا نہیں کتنا time لگے گا؟ میں اس point پر بھی آتا ہوں۔

جناب! آج ہمارے Finance Minister شوکت ترین صاحب نے statement دی ہے کہ 800 ملین ڈالرز ہمارا بجٹ deficit بڑھ جائے گا اگر ہمیں یہ پیسے نہیں ملتے۔ اور اگر ہمیں یہ پیسے نہیں ملتے ہیں تو it means again we have to go to IMF اور ہمیں IMF کے پاس جانا پڑے گا۔ ہمیں اپنے ملک میں taxes لگانے پڑیں گے۔ ہمیں اپنے پٹرول کی قیمتیں بڑھانی پڑیں گی۔ جناب! ہمارے پڑوسی ملک میں اس وقت پٹرول کی قیمت 82 روپے ہے۔ہمارے ہاں 60 روپے فی لیٹر ہے۔ ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے پٹرول کی قیمتیں بڑھائی ہیں اور آپ نے 30% tax لگایا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک کا Finance Minister T.V پر آتا ہے اور وہ میڈیا پر مان چکے ہیں کہ انڈیا میں 65% tax پٹرول پر لگتا ہے۔ جناب! اگر ہم taxes نہیں لگائیں گے، دو سالوں سے پٹرول کی قیمتیں جتنی بڑھی ہوئی ہیں اگر ہم یہ taxes نہیں لگائیں گے تو ملک کو کیسے چلائیں گے۔ ہمارا ملک اس وقت emergency کی situation میں ہے۔ ہمارے دو صوبوں میں جنگ لگی ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں دھماکے ہو رہے ہیں۔ ہمارا GHQ تک اس سے محفوظ نہیں ہے۔ آج بھی شانگلہ میں دھماکا ہوا ہے جس میں 25 افراد مارے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے Prime Minister نے ، ہمارے صدر صاحب نے اور ہمارے Foreign Minister نے، سب نے یہ بیانات دیے ہیں کہ اپوزیشن کے جتنے بھی تحفظات ہیں یعنی اس Bill میں جتنے تحفظات ہیں، دور کئے جائیں گے۔ آج Foreign Minister صاحب وہ سارے تحفظات لے کر امریکہ گئے ہوئے ہیں۔ He is going to renegotiate with everybody. لیکن جناب! مجھے کہنے میں کوئی جھجک نہیں ہے کہ اس Bill کی renegotiation میں اور ان کو دوبارہ اس point پر لانے میں کم از کم پانچ یا چھ مہینے یا ممکن ہے اس سے بھی زیادہ عرصہ لگ جائے it will take time. ہمارے لئے جو اس کے consequences ہوں گے، ہمارے بجٹ پر اس سے جو problems ہوں گے ہمیں ان کا بھی سوچنا چاہیے۔ ہمیں اپنے غریب عوام کے لئے بھی سوچنا چاہیے جن کو ان پیسوں سے فائدہ ملنا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی سوچنا چاہیے۔ میں repeat کروں گا کہ وہ بھی پاکستان کے لئے سوچیں اور صرف point scoring کا نہ سوچیں اور پبلک میں اپنا ووٹ بینک بڑھانے کے لئے یا اپنی شہرت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا غلط ہے کہ اس Bill میں ہر معاملے پر ان کےتحفظات ہیں اور یہ Bill سارا غلط ہے۔ جناب! آج اگر ہماری حکومت نہ ہو اور ہمارے دوستوں کی حکومت آ جائے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کے پاس کونسا الہ دین کا چراغ ہے کہ وہ اس ملک کی قسمت کو ایک مہینے میں یا ایک سال میں بدل دیں گے۔ ہماری حکومت عوام کی بھلائی دیکھنا چاہتی ہے۔ انشاء اللہ مجھے پوری پوری امید ہے کہ ہم اس سارے معاملے میں سرخرو ہوں گے اور پاکستان کے لئے PPP نے پہلے بھی قربانیاں دی ہیں اور انشاءاللہ ہمیشہ پاکستان اور پاکستان کے عوام کی عظمت اور ان کی بقا کے لئے کام کرتی رہے گی۔ Sir, thank you very much.

جناب چیئرمین: سینیٹر بابر خان غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری (وزیر برائے جہاز رانی و بندرگاہیں): بہت شکریہ جناب چیئرمین! اسحاق ڈار صاحب کی ایک آواز آئی ہے کہ آپ for ہیں یا

against ہیں۔ یہاں پر یہ بہت important issue ہے اور اس میں for یا against جانا issue نہیں ہے۔ Issue یہ ہے کہ جو مسائل ہیں ان کو کیسے حل کیا جائے؟ متحدہ قومی موومنٹ کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں اس ایوان کے اندر جذبات سے ہٹ کر وہ باتیں کروں جو حقائق پر مبنی ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ میں وضاحت کر دوں کہ وزیر خارجہ صاحب دوبارہ امریکہ گئے ہیں اورجو حلیف پارٹنرز ہیں ان میں سے کسی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا کہ وہ وہاں جاکر کیا بات کریں گے؟ کون سی ایسی شقیں ہیں، کونسے ایسے مسائل ہیں اور کونسی ایسی باتیں ہیں جن پر وہ جاکر discuss کریں گے اور ان کے اوپر وہ امریکی گورنمنٹ کو پاکستان کے موقف سے آگاہ کریں گے۔ حکومت پاکستان کے پارٹنر کی حیثیت سے ہمارے علم میں یہ بات نہیں ہے جو ہونی چاہیے تھی۔ جب یہ Bill پچھلے ایک سال سے process میں تھا، آپ کو یاد ہوگا جب 7 مئی 2008 کو وزیر اعظم پاکستان گیلانی صاحب امریکہ گئے تھے تو وہاں کی سینیٹ کی خارجہ کمیٹی نےاس وقت اتفاق کیا تھا اور ظاہر ہے اس میں جو بھی چیزیں شامل ہوئی ہیں، جو بھی شقیں شامل ہوئی ہیں وہ سب کچھ پاکستان کی ہمارے خارجہ امور کی وزارت کے علم میں ضرور ہوگا اور اگر نہیں ہے تو یہ ہماری ناکامی ہے لیکن ضرور علم میں ہوگا۔ یہ وہ وقت تھا جب ہم نے ہندوستان کا لفظ ہٹوایا تھا۔ جب ہم نے اس میں اور دیگر چیزیں صحیح کروائی تھیں۔ ایسے issues جو قومی سلامتی سے متعلق ہیں،ہم ان پر بھی بات کر سکتے تھے۔ اور اگر یہ اس طرح ہو جاتا تو آج جو شرمندگی پاکستانی قوم کو ہو رہی ہے وہ نہیں ہوتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں امریکن گورنمنٹ کو اگر ہم قصوروار کہیں تو مناسب نہیں ہے۔ بہت سے لوگ point scoring کے لئے امریکہ کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ ایک قوم جو آپ کی گالیاں بھی سن رہی ہے اور آپ کی مدد بھی کر رہی ہے۔ اس سے بہترین قوم تو شاید دنیا میں کوئی ہو کہ ہم اس کو گالیاں بھی دیں اور وہ ہمیں aid بھی دے۔ یہ بہت ضروری ہے پاکستان کی بقا کے لئے یا تو ہم اس بات پر آ جائیں کہ پاکستان کو کس بات کی ضرورت ہے؟ اگر ہم نے اپنے کشکول توڑنے ہیں۔ بڑا آسان ہوتا ہے کہ ہم ایک زندہ قوم کی حیثیت سے رہیں اور ہم کسی سے loan نہ لیں اور ہم کوئی گرانٹ نہ لیں۔ یہ بہت آسان ہوتا ہے لیکن جب آپ نے حکومت چلانی ہوتی ہے تو پتا ہوتا ہے کہ آئندہ تنخواہیں دینی ہیں اور ملک میں ترقیاتی کام کرنے ہیں تو ملک کو کیسے manage کیا جائے۔ ایک گھر کی مثال لے لیں اگر کوئی شخص کوئی نوکری کر رہا ہے اور عید آتی ہے تو اس کو اپنے بچوں کے کپڑے بنوانے ہوتے ہیں اور اس کو پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ میں کسی دوست سے ادھار لے لوں یا کہیں سے مدد لے لوں تاکہ میں اپنے بچوں کی عید اچھی طرح گزار سکوں۔ اسی طرح حکومت کا کاروبار اگر کوئی سنبھالتا ہے تو وہ یہ face کر رہا ہوتا ہے۔ بہت اچھی چیز ہے کہ ہم امداد نہ لیں اور ہم قرضے نہ لیں اور ہم کسی کے آگے ہاتھ نہ پھلائیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن کیا آج 62 سالوں تک ہم نے سنجیدگی سے سوچا ہے کہ وہ کونسی ایسی چیزیں ہیں جن کے کرنے سے ہمیں قرضے نہ لینے پڑیں۔ ہمیں ایسا ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ کراچی سے ڈیڑھ گھنٹے کی فلائٹ ہے دبئی کی۔ وہی دبئی جس نے پاکستانی ائیرلائن سے دو طیارے lease پر لے کر ، پاکستان ائیرلائن کا سٹاف لے

کر امارات سے فلائٹ شروع کی تھی۔ آج 800 سے زیادہ جہاز ان کے ہیں اور انہوں نے پوری دنیا کے اندر دبئی کا لوہامنوا لیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ لوگ وہاں پر جا رہے ہیں۔ ہم ڈیڑھ بلین ڈالرز کی بات کر رہے ہیں۔ ڈیڑھ بلین تو ہمارے ملک سے ماہانہ بیرون ممالک جا رہا ہے۔ ہر کاروباری آدمی اپنے سرمائے کو safe کرنے کے لئے، بہتر جگہ investment کرنے کے لئے پاکستان چھوڑ کر دوسرے ممالک میں لے جا رہا ہے،پاکستانی دوسرے ملکوں میں جا رہے ہیں۔بہت بڑی تعداد میں گارمنٹس کی جو فیکٹریوں کے مالکان ہیں وہ بنگلہ دیش جاکر انڈسٹریز لگا رہے ہیں کیونکہ وہاں پر ان کو بجلی کی problem نہیں ہے۔ وہاں پر ان کو export میں کوئی مسئلہ نہیں آ رہا ہے۔ تو ہم یہ باتیں تو بہت آسانی سے کرتے ہیں کہ امداد نہیں چاہیے اور ہمیں قرضہ نہیں چاہیے۔ پھر ماحول ایسا پیدا کریں۔ کیا تمام سیاسی قوتیں بیٹھ کر اس بات پر تیار ہیں کہ ہمارے ہاں جو دہشت گردی ہو رہی ہے، جو انتہا پسندی ہو رہی ہے اس کو ہم لگام دیں۔ بہت سے لوگوں کے تو آج بھی رابطے ہیں۔ آج بھی اگر کوئی پکڑا جاتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ فلاں جماعت سے اس کا تعلق ہے۔ فلاں جماعت اس کو support کر رہی ہے۔ بہت سے لوگ ان کو برا کہتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو منع کرتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ تو یہ صورت حال جب پیدا ہوگی تو پاکستان کو تو پھر ہاتھ پھیلانے پڑیں گے۔ اگر پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوگا تو پاکستان چلانے کے لئے قرضہ بھی لینا پڑے گا۔ اب issue یہ ہے کہ جو-Kerry Lugar Bill ہے اس کے اندر وہ باتیں جو قومی مفاد کے خلاف ہیں۔ کوئی بھی پاکستان کی سیاسی پارٹی جو پاکستان کے مفاد کے لئے کام کر رہی ہے وہ کبھی اس کی حمایت نہیں کرے گی کہ اس میں ایسی شقیں شامل کی جائیں اور ان کو ہم accept کریں۔ متحدہ قومی موومنٹ ان لوگوں نے بنوائی ہے جو پاکستان بنانے والوں کی اولادیں ہیں جنہوں نے پاکستان بنانے کے لئے 22 لاکھ جانوں کی قربانی دی وہ پاکستان کا سودا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔ کبھی بھی کسی ایسی چیز پر compromise نہیں کریں گے جنہیں وہ سمجھیں گے کہ یہ پاکستان کے خلاف ہے اور پاکستان کے مفاد کے خلاف ہے۔ اب issue صرف یہ ہے کہ ہمیں مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں for or against کی بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس میں پاکستان کا image بھی خراب ہوا ہے۔امریکہ کے جو پارلیمنٹیرین ہیں انہوں نے آپ کی امداد کے لئے ایک package دیا جو دس سالوں تک آپ کو ملے گا۔ اس کے لئے بجائے اس کے کہ ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہماری طرف سے ان کو گالیوں کے تحفے مل رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اگر ہم وقت کے اوپر ان شقوں کو صحیح کرا لیتے جو پاکستان کے مفاد کے خلاف ہیں اور اگر وہ صحیح ہو جاتیں تو آج وہ Parliamentarians, وہ Senators, وہ Congressmen خوش ہوتے کہ ہم نے ایک کام کیا اور ہم نے اس Bill کو pass کرایا اور پاکستان سے appreciation ہوئی۔ اب وہاں پر یہ ماحول بن رہا ہے اور وہ پاکستان کے خلاف پہلے ہی ہیں۔ ہمیں اپنے لوگ بنانے ہیں، ہمیں اپنے دشمن کم کرنے ہیں، ہمیں اپنے دوست بنانے ہیں۔ بھارت جس کی پہلے امریکہ سے جنگ تھی اور وہ اس کے کیمپ میں نہیں تھا، وہ اپنی policies کی وجہ سے امریکہ سے close ہو رہا ہے اور ہم جو اس کے لیے جنگیں لڑ رہے ہیں، ہم جو اپنے لوگوں کی

شہادتیں دے رہے ہیں، ہمارے فوجی ان کی خاطر شہید ہو رہے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم برے بنیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری policy میں کہیں نہ کہیں نقص ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو صحیح کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا۔ ہمیں دوسروں پر الزامات نہیں لگانے ہوں گے۔ دوسروں پر الزامات لگانا بہت آسان ہے۔ امریکہ کو گالیاں دینے سے کام نہیں چلے گا، وہ آپ کو امداد دے رہے ہیں۔ اگر آپ نے وہ امداد نہیں لینی تو منع کردیں لیکن آپ اپنے بیانات میں، اپنےسیاسی عزائم میں خدا کے واسطے پاکستان کو stake پر نہ لگائیں۔

یہ صحیح ہے کہ اس میں ایسی شقیں موجود ہیں جن سے ہمیں بھی اختلاف ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ وہ اس میں نہ ہوں ۔ حکومت نے بھی اب یہ سوچا ہے کہ ان شقوں پر بات کی جائے۔ مختلف ادارے بھی یہ چاہتے ہیں کہ بہت سی شقیں ایسی ہیں جن کو ختم کیا جائے لیکن کوئی اس بات پر تیار نہیں کہ ہمیں امداد نہیں چاہیے۔ کوئی یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ یہ جو 1.5 billion ہے وہ ہمیں نہ ملیں لیکن اس کے طریقہ کار پر اختلاف ہے اور اس کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام political parties چاہے وہ Opposition سے ہوں ، چاہے وہ Government میں ہوں ، چاہے وہ Government سے باہر ہوں، چاہے وہ پارلیمنٹ سے باہر ہوں ان کی ایک گول میز کانفرنس بلائی جائے جیسے قائد تحریک الطاف بھائی نے کہا ہے، ان کو اعتماد میں لیا جائے کہ یہ چار شقیں ہیں یا یہ دو شقیں جن پر لوگوں کو اعتراض ہے، اداروں کو اعتراض ہے یاپاکستان کے سیاستدانوں کو اعترض ہے، تو ان پر بات کی جائے، اس خوبصورتی سے اس مسئلے کو ہم حل کریں تاکہ وہاں پر بھی ان کی سبکی نہ ہو۔

آپ یہ سوچیں کہ اگر ہم انکار کرتے ہیں۔۔۔ صدر اوباما صاحب نے یہ کام کیا کہ انہوں نے اب تک دستخط نہیں کیے اور آپ کو وقت دیا۔ ورنہ اگر وہ دستخط کردیتے اور آپ انکار دیتے تو ایک طرح سے آپ ان کے منہ پر طمانچہ مار رہے ہوتے کہ ایک تو آپ کو وہ امداد دے رہے ہیں، آپ کے ساتھ وہ ایک سال سے engage ہیں، آپ کے ہاں وہ بار بار آرہے ہیں اور آپ کو ان کی شقوں پر اعترض ہے تو وہ کہیں گے کہ ایک سال پہلے آپ نے ان چیزوں کی نشان دہی کیوں نہیں کی یہ ہماری قوم کو قابل قبول نہیں ہوگا۔ یہ غلطی ہماری ہے۔ یہ ہمارا fault ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس کو درست کریں اور ابھی بھی یہ ہوا ہے کہ شاہ محمود قریشی صاحب چلے گئے، انہوں نے کسی کو اعتماد میں نہیں لیا ، Opposition تو دور کی بات ہے، جو حلیف جماعتیں ہیں ان میں سے بھی کسی سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ ہاں یہ ضرور کہا گیا کہ یہ Bill ایوان میں آ رہا ہے لیکن اس میں جو قابل اعترض شقیں ہیں، ان کے لیے سر جوڑ کر ہمیں بیٹھنا چاہیے تھا، پھر شاہ صاحب جاتے، پورا mandate لے کر جاتے۔ اگر تمام political forces ہوتیں تو وہ وہاں پر جاکر forcefully بات بھی کر سکتے تھے کہ ہمارے تمام لوگوں نے اس کو discuss کیا ہے اور ہماری political parties بھی چاہتی ہیں کہ یہ الفاظ آپ تبدیل کردیں، یہ لفظ آپ ہٹا دیں، اس لفظ کی جگہ یہ لفظ ڈال دیں تو ہماری بہتر position ہوتی۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی direction fix کریں اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ہم آپس میں ٹھیک نہ ہوں۔ جیسے ابھی

وسیم سجاد صاحب نے کہا اس میں مریدکے اور کوئٹہ کے نام آگئے ہیں۔ بھائی یہ مریدکے اور کوئٹہ کے نام اس لیے آئے ہیں کہ وہاں سے ایسے لوگ نکلے ہیں، ایسی وارداتیں ہوئی ہیں۔جنوبی پنجاب میں جو پنجابی طالبان کی بات ہوتی ہے تو ایسے مدارس وہاں موجود ہیں۔ کون لوگ تھے جنہوں نے ان کو بنایا۔ کون لوگ تھے جو ان کو چندا دے رہے ہیں؟ کون لوگ تھے جو ان کو support کر رہے ہیں؟ کون سی political forces ان کو support کر رہی ہیں؟ ہم تو خود مواد پیدا کر رہے ہیں اور خود مواد مہیا کر رہے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ جی وہ یہ نام نہ ڈالیں۔

آپ اپنے گھر کو in order کریں۔پہلے اپنے اندر سے وہ چیزیں ختم کریں پھر اگر وہ نام ڈالیں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ جی آپ نے غلط نام ڈالے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معاملات بھی دیکھیں۔ ہم کسی پر الزام نہ لگائیں کہ انڈیا نے یہ کرادیا یا امریکہ نے یہ کرادیا، ہم اپنے آپ کو پہلے صحیح کریں۔ آپس میں بیٹھ کر بات کریں اور کہیں کہ یہ غلط ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ سب کے لیے غلط ہے اور ہمیں اس کو صحیح کرنا ہے لیکن اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم سر جوڑ کر سنجیدگی سے بیٹھیں۔ سب کہتے ہیں کہ بیٹھنا چاہیے لیکن کوئی بھی بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ہر آدمی اپنی political scoring میں لگا ہوا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے، آج بھی وقت ہے کہ خدا کے لیے ایک گول میز کانفرنس بلائی جائے، تمام political parties کو on board لیا جائے۔ چاہے وہ کیری لوگر بل کے حوالے سے بات ہو یا دہشت گردی کے حوالے سے ہو۔ یہ بل تو ایک طرف ہے۔ وہ پیسے آجائیں گے اور دہشت گردی ہوتی رہے گی تو یہ آپ کے کسی کام کی نہیں ہے۔ اصل میں ہمیں اپنے ملک کو بچانا ہے اورجوافسوس ناک واقعہ کل جی ایچ کیو میں ہوا ہے جس میں ہماری قیمتی جانیں گئی ہیں، لوگ شہید ہوئےہیں، اس واقعے کے بعد پاکستان ہل گیا ہے۔ پاکستان آرمی کے ہیڈکوارٹرز پر جس طرح حملہ ہوا اور جس طرح انہوں نے دفاع کیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن اس پر حملہ ہونے کے بعد ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کون سی قوتیں ہیں جو اندر ہی اندر بڑھ رہی ہیں، پل رہی ہیں اور آج وہ ہمارے لیے ناسور بن چکی ہیں۔ اس کے لیے تمام forces کو ایک ہونا پڑے گا۔ اس کے لیے ہمیں اپنے اختلافات دور کرنے ہوں گے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کون سے لوگ ناجائز طور پر مساجد اور مدارس قائم کرکے مختلف جگہوں سے بچوں کو لاکر ان کی brain washing کرکے ان کو اس کام پر تیار کرتے ہیں کہ وہ جاکر اسلام کے نام پر ناجائز کام کریں۔ ہم صرف پاکستان کو ہی نہیں بلکہ اپنے مذہب کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔ ہمارا مذہب پوری دنیا میں بدنام ہوگیا ہے۔ جس کسی ایئرپورٹ پر کوئی بندہ land کرتا ہے اور جب اس کا نام دیکھتے ہیں کہ محمد ہے تو اس کو پہلے ہی side میں لے جاتے ہیں کہ تم تو ادھر آجاؤ کیونکہ اس کے نام کے آگے question mark آگیا ہے کہ شاید یہ terrorist ہو۔ ہم اپنے عمل سے اپنے ملک کو ہی نہیں بلکہ اپنے مذہب کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج قائد تحریک نے جو تجویز دی ہے، انہوں نے وزیر اعظم صاحب سے بھی بات کی ہے کہ وہ اس معاملے پر ایک گول میز کانفرنس بلائیں، تمام لوگوں کو اپنے ساتھ لیں اور متحدہ کے وفد کی بدھ کے روز

آصف علی زرداری صاحب سے بھی ملاقات ہے، ہم ان سے بھی بات کریں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان مسائل کو بیٹھ کرحل کریں۔ ہم ان واقعات کو base بنا کر جمہوریت کو پٹری سے اترنے نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کا part بنیں گے لیکن اگر ہم اپنے عمل سے اپنے آپ کو صحیح نہ کر سکے، ہم team work نہ کر سکے، ہم اپنی direction fix نہ کر سکے، ہم آپس میں coordination نہ کر سکے، اتنے سارے وزراء یہاں پر بیٹھے ہیں اور اگر ہمارا آپس میں coordination نہ ہو، ہمارا team work نہ ہو، ہماری direction fix نہ ہو تو پھر پٹری تو کیا پوری پٹری بھی اکھاڑ دے گا تو ہمیں پتا نہیں چلے گا لیکن ہم متحدہ قومی مومنٹ کسی ایسے عمل کا part نہیں بنے گے جس سے جمہوریت کی گاڑی پٹری سے اترے لیکن اس پٹری پر گاڑی کو چلنے کے لیے ہمیں آپس میں coordination کرنا، آپس میں ایک دوسرے کو سننا ہوگا اور اگر ہمیں مل کر چلنا ہے تو فیصلے بھی ہمیں مل کر کرنے ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب چیئرمین: جی عبد الرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس وقت کے اہم مسئلے پر اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! اس وقت جس طرح کا ماحول پیش کیا گیا ہے اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے allies ہیں، ایک دوسرے کی assistance کر رہے ہیں لیکن ماحول ایسا create کیا گیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہیں اور ان کے ساتھ deal کرنا ہے۔ اس میں پروپیگنڈے کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ جناب والا! جہاں تک امریکہ کا مسئلہ ہے ہماری پارٹی نے ان کی کوئی بھی غلط پالیسی حتیٰ کہ internationally جہاں بھی ہو ہم نے اسے point out کیا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم اس وقت جو صورت حال ہے اس کا جائزہ لیں، دیکھیں، تجزیہ کریں۔ صرف پروپیگنڈہ (پشتو) کسی نے ایک دوسرے کو کہا کہ تمہارا کان کتا لے گیا، اس نے اپنا کان نہیں دیکھا اور کتے کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔ اب اس ماحول میں حقیقت کا تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا! میں یہاں پر عرض کروں گا کہ ہمارا ملک پاکستان، آج ہم خود امریکہ ہے یا نہیں، یورپ ہے یا نہیں، کوئی اور ملک ہے یا نہیں ہم خود اپنے مسائل کے ہاتھوں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ کیا یہ دہشت گرد، جن کے نام سب دنیا کو معلوم ہیں، ان کے اڈے دنیا کے ہر شخص کو معلوم ہیں، کیا وہ ہمارے ملک میں نہیں ہیں؟ کیا ہم اس سے انکار کر سکتے ہیں؟ یہاں پر لوگوں کی تربیت ہوتی ہے اور وہ ہمارے اپنے لوگوں کو بھی مارتے ہیں اور غیر ملکوں میں بھی جاتے ہیں اور وہاں بھی لوگوں کو مارتے ہیں۔ اب کل جی ایچ کیو میں واقعہ ہوا، یہ سادہ نہیں ہے جس طرح ہمارے لوگ اس کو لے رہے ہیں کہ بس ایک حملہ ہوا ۔ جناب والا! یہ ایک پالیسی کے حوالے سے، مجموعی زندگی کے حوالے سے ایک serious مسئلہ ہے۔ آج شانگلہ میں پچیس سے زیادہ لوگ مارے گئے ہیں۔ کون مارے گئے ہیں، بے گناہ لوگ اور اتنے ہی زخمی ہوں گے اور زخمیوں کی زندگی شاید وہ ہمیشہ کے لیےبستر پر پڑے رہیں۔ یہی کچھ پشاور میں جمعہ کے دن کتنا

بڑا قتل عام ہوا۔ یہاں پر میڈیا نے ماحول ایسا بنایا ہے کہ آج بھی ان لوگوں کے لیے ہمدردی ہے جنہوں نے یہ قتل عام کیا۔ جنہوں نے پشاور میں خون بہایا ہے، جنہوں نے شانگلہ میں خون بہایا ہے، جنہوں نے جی ایچ کیو پر حملہ کیا ہے، تاثر یہ دے رہے ہیں کہ جیسے وہ ہمارے ہیروز ہیں۔ اس پر پارلیمنٹ میں، مشترکہ اجلاس میں، خفیہ اجلاس میں ہم نے فیصلہ کیا، پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا اور ایک مشترکہ، متفقہ قرارداد پاس کی اور اس کی سب سے بنیاد ی بات یہ ہے کہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کی بیخ کنی کی جائے۔ یہ joint parliament کی قرارداد ہے۔ یہ ہمارے ملک کے تمام عوام کی پالیسی ہے۔ یہ اصل چیز ہے۔ اب اس پر ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے اور ہماری تمام سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے، ہمارے عوام کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو عملی جامہ پہنائیں۔

جناب والا! ان حالات میں یونائیٹڈ سٹیٹ اور ہم ایک دوسرے کی مدد کے لیے باقاعدہ ایک پالیسی بنا رہے ہیں اور اس میں ہماری اپنی پالیسی ہے۔ اس میں یونائیٹڈ سٹیٹ نے اگر ہمیں امداد دی ہے۔ اب اس امداد کے حوالے سے میں بات نہیں کروں گا کہ ان کے کیا interests ہیں، ہمارے کیا interests ہیں۔ جناب والا! ہمارا interest یہ ہے کہ ہم دہشت گردی اور انتہاپسندی کا خاتمہ کریں۔ ہمارے ملک کے بچوں کو بے گناہ مارنا، قتل کرنا تمام ملک کا کاروبار ختم، صنعت ختم، زراعت ختم، تعلیم ختم، کیا آپ بچے کو سکول بھیج سکتے ہیں؟ کیا آپ مطمئن ہوں گے کہ آپ کا بچہ پاکستان میں زندہ اور صحت مند واپس آجائے گا۔ کسی کے پاس اس بات کی گارنٹی نہیں ہے۔ یہ ہمارے ملک کی صورت حال ہے۔ جناب والا! ایسے حالات میں یہ ہمارے ملک کی پالیسی ہے اور کیری لوگر بل میں جو 1.5 بلین کا مسئلہ ہے میں اس کو اتنی اہمیت نہیں دیتا لیکن جناب والا! جب ہم دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ deal کرتے ہیں ، اگر ہمیں کوئی امداد دے رہے ہیں تو اس کی اپنی اہمیت ہے۔ تعلیم کے لیے ہے، صحت کے لیے ہے، ہمارے فاٹا کے لیے ہے، ہمارے پشتونخواہ صوبے کے لیے ہے۔ ہمارے صوبہ بلوچستان کے لیے ہے۔ اگر ہم ان ممالک کے ساتھ اتحاد رکھتے ہیں تو یہ چیزیں ، یہ تو بالکل صحیح بات ہے کہ ہمیں اس سلسلے میں امداد دی جائے۔

جناب والا! جہاں تک سیکورٹی کا مسئلہ ہے ہم واضح طور پر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں سیکورٹی کی کون ضمانت دے گا۔ یہاں پر اگر ہم کسی کو ٹریننگ دیں تو وہ امریکہ میں جا کر لوگوں کو مارے تو کیا ہمیں کوئی مدد دے سکتا ہے۔ اب ہمارے دوست کہتے ہیں کہ ہم یہ بات مان لیتے ہیں کہ ہم دہشت گرد ہیں، میں نہیں کہتا ہوں کہ ہم دہشت گرد ہیں۔ انگریزی میں ہے .the thing speaks for itself میں نہیں مانتا کہ دہشت گردی ہے لیکن جی ایچ کیو میں جو حملہ ہوا وہ کیا کہہ رہا ہے۔ شانگلہ میں حملہ ہوا وہ کیا کہہ رہا ہے۔ پشاور میں جوحملہ ہوا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نہیں مانتا ، آنکھیں بند ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ the thing speaks for itself وہ چیز خود اپنے لیے بات کر رہی ہے۔ جہاں سے بھی کوئی جائے، جہاں پر بھی کو ئی آئے اس کے نشانات ہمارے ملک تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے معنی کیا ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنی طرف سے دوسروں کو بلاوا دیتے ہیں کہ آئیں اور ہم پر حملہ کریں۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ وسیم سجاد صاحب بہت بڑے عالم ہیں، بہت بڑے وکیل ہیں لیکن میں ان کی interpretation سے اتفاق نہیں کرتا۔ انہوں نے فرمایا کہ

نیوکلئیر کے بارے میں متعلقہ لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ امریکہ کو چھوڑیں، پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ ہم پوچھیں کہ ہمارے نیوکلیئر اثاثوں کو ادھر ادھر فروخت کرتے پھریں۔ کوریا والا کہتا ہے کہ مجھے فروخت کیا گیا، دوسرے ممالک ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں فروخت کیا گیا۔ اس کے معنی کیا ہیں کسی نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ نیوکلیئر access ہوں گے اور یہ خطرناک صورت حال ہوگی تو اس کے معنی ہیں کہ دوسرے کو آپ provoke کرتے ہیں - آپ invite کرتے ہیں کہ وہ آپ پر حملہ کریں۔

جناب والا! بنیادی طور پر اس کا civilian پہلو بہت صحیح ہے۔ رہ گیا جو سیکورٹی کا مسئلہ یہ ہماری حکومت کی اور پارلیمنٹ کی پالیسی ہے کہ دہشت گردی نہیں ہوگی۔ دہشت گردی اور انتہا پسندی کو روکا جائے گا۔ یہاں پر کوئی اڈہ یا ٹریننگ سنٹر نہیں ہوگا، یہاں سے کسی اور ملک پر حملہ نہیں ہوگا، مداخلت نہیں ہوگی۔ یہ ہماری حکومت کی پالیسی ہے اور بہت اچھی پالیسی ہے۔ ہم تو حکومت کو یہ کہتے ہیں کہ اس کو implement کیا جائے۔ فوج کو ہم کہتے ہیں کہ اس کو implement کرے۔ یہ ابھی جو سوات میں قتل عام ہوا، جنوبی وزیرستان میں کیا صورت حال ہے، کتنے لاکھ انسان آپ نے IDPs بنا دیے۔ جناب والا! ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسی قدغن ہو جو ہماری سیکورٹی کے لیے واقعی نقصان دہ ہو اس میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس پر صحیح طور پر نظر رکھے۔ ایک اور بات جناب والا! کہ کور کمانڈروں نے میٹنگ کی اور نیوز باہر آئی۔ یہ کام جمہوریت میں نہیں ہونا چاہیے۔ ان کا اپنا proper channel ہے ، وہ experts کی حیثیت سے اپنے ملک کے حکمرانوں کو، اپنے ملک کی حکومت کو اپنا مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں کہ جیسے پولیٹیکل فورم ہو، وہ تاثر ایسا بنا جیسے یہ کہ وہ بھی ایک پولیٹیکل پارٹی آگئی۔ اس پر میں ہاؤس میں اعتراض کرتا ہوں کہ آئندہ کے لیے ہمیں ایسا رویہ نہیں اپنانا چاہیے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح طریقہ ڈھونڈے اور تبدیلی لائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : بہت شکریہ جناب چیئرمین! الحمد للہ ، نیشنل عوامی پارٹی شروع سے آزاد خارجہ پالیسی کے حق میں ہے اور کسی سے dictation لینے کے ہمیشہ خلاف رہی ہے اور آج بھی اسی طریقے سے ہے لیکن بڑی بدقسمتی سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ لوگ جو score کر رہے ہیں اور score بنا رہے ہیں public میں اپنا نام آگے کرنے کے لیے ، پریس میں اپنا نام لکھوانے کے لیے کر رہے ہیں - کل یہ وہی لوگ تھے اور آج وہ ہم سے accountability پوچھتے ہیں یہ انہی کی وجہ سے ہے کہ یہ بارہ ارب روپے آئے اور یہ کہا گئے انہوں نے کہیں لگائے نہیں ہیں ، کہاں لگائے ہیں اور جنرل صاحب وہاں بیٹھ کر کہتے ہیں کہ ہاں میں نے انڈیا کے لیے بھی خرچ کیے اس پر میں نے کہا تھا کہ انہیں انڈیا پر نہیں خرچ کرنا چاہیے اور ان پر یہ حق نہیں پہنچتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں Friends of Pakistan کی meeting ہو رہی تھی اور یہ پاکستان کو sabotage کرنا چاہتا تھا ۔آج مشرف کے وہ ساتھی جو دس

سال تک اس ملک پر گورنمنٹ کرتے رہے ہیں ۔ آج وہ اپنا scoring کرتے ہیں اپنا point scoring کرتے ہیں مجھے بڑا افسوس ہے ۔

جناب چیئرمین ! میں نے بڈ ھ بیر سکیم بھی دیکھی ، بڈھ بیر میں انگریزوں ، گوروں اور امریکنوں کو دیکھا وہ پشاور کے ساتھ بڈھ بیر میں وہاں امریکن آتے تھے اور مجھے یاد ہے کہ خروشیف نے کہا تھا کہ میں نے لال نشان بڈھ بیر کے خلاف لگایا ہوا ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ پشاور میں ایک ہفتے میں دو حملے ہوئے ہیں اور سمجھیں کہ تین سو آدمی مر گئے ہیں جو سو زخمی ہیں وہ بھی آد ھے مرے ہوئے ہیں - GHQ پر حملہ ہوا ہے اس سے بڑی بات کیا ہے ؟ آج شانگلہ میں پچاس آدمی مرے ہیں ۔جناب ! میں کہتا ہوں کہ خدارا ، ساری پارٹیاں اکٹھی ہوں اور لبیک کرکے ایک طریقے سے پوری قوم جب اکٹھی ہوگی تو یہ دہشت گرد جن کے بارے میں ہمارے کچھ دوست کہتے ہیں کہ اسے ISI, حلال کرتا تھا ۔میں نے اس دن T.V پر دیکھا کہ مریدکے میں industrial area بھی ہے - 1998 میں میاں شہباز شریف صاحب سے اپنے کسی ذاتی کام کے سلسلے میں لاہور ملنے کے لیے گیا تو میں نے اس وقت میاں صاحب کو یہ کہا تھا کہ میاں صاحب ، under your nose in Muridke, what is happening. تو انہوں نے مجھے کہا تھا کہ بلور صاحب باقی باتوں کو چھوڑ دیجئے گا ۔ اگر اس نے مرید کے کے بارے میں لکھا ہے تو کیا بات ہے ۔ کس سے چھپا ہوا تھا ۔مریدکے کے بارے میں تو سب کو پتا تھا اگر آپ یہ کیمپ چلائیں گے ۔فاٹا میں چلائیں گے فلاں جگہ چلائیں گے ایک جگہ dis-balance کرنے کے لیے دوسرے کو balance کرنے کے لیے تو قوم کو آپ کیا سبق دیں گے ۔قوم کو تباہ کریں گے ۔ہاں، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کشکول توڑ نے کی بات کی کہ کشکول توڑ دیا ہے ۔ شوکت عزیز صاحب نے ہاؤس میں کھڑے ہو کر کہا تھا ۔ میرے خیال میں آپ بھی میرے ساتھ وہاں بیٹھے ہوتے تھے انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے ۔ بارہ بلین ڈالر آئے اور اس کا کوئی حساب نہیں دیا ۔ آج اس لیے امریکن ہم پر accountability لگا رہے ہیں وہ مشرف کے دور میں کہاں گئے ۔ جناب ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے - We have studied all that bill and we have decided in our party meeting of this morning 203 LB or 201 جو ہے اس میں disturbance ہے - باقی آپ سے جو accounts مانگیں گے۔کیونکہ ہماری credability تو مشرف نے غرق کر دی ۔ آج یہاں وسیم سجاد صاحب جس طرح چھلانگیں مار کر اوپر اپنا نمبر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔میں ان سے پوچھتا ہوں with due respect to him he was with Nawaz Sharif and within a night ایک ہی رات میں وہ نواز شریف صاحب سے پلٹا کھا کر(ق) لیگ میں چلے گئے ۔یار خدا کے لیے ان لوگوں کو شرم آنی چاہیے ۔جو راتوں رات پارٹیاں بدلتے ہیں اور پھر پچھلی باتیں کرتے ہیں ۔ جناب ! آپ نے اگر اس ملک میں امن لانا ہے تو کیمپ بند کرنے پڑیں گے ۔انہوں نے جو لکھا ہے وہ بالکل صحیح لکھا ہے ۔ہاں کشکول توڑ دینے کی بات کرتے ہو میں کشکول توڑنے کے لیے تیار ہوں ۔آئیں یہاں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہاں قرآن پاک پر ہر ایک آدمی ہاتھ رکھے ، ہر لیڈر ، ہر بزنس مین کہ ملک سے باہر جو پیسا یا ان کی جو جائیداد ہے وہ بیچ کر اس ملک میں لائیں۔ہاں پھر آپ کشکول توڑ دینے کا حق رکھتے ہیں ۔ ویسے تو آپ اپنا پیسا

باہر رکھتے ہیں بنگلے باہر خریدتے ہیں اور یہاں کہتے ہیں کہ کشکول توڑ دیں اس نے پہلے بھی کشکول توڑا تھا اور الٹا ہمیں قرضہ دار کرکے چلا گیاہے ۔ جناب ! ایسے نہیں چلے گا ۔ There are reservations ہماری پارٹی کی reservations ضرور ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی بھی جو reservations ہیں وہ بالکل صحیح ہیں ہمیں اپنی accountability دینی پڑے گی ہمارے چند بزرگ کہتے ہیں ہم ان کی بڑی عزت کرتے ہیں چند ہمارے ایسے دوست ساتھی کہتے ہیں کہ یہ طالبان ہیں ۔ یہ طالبان نہیں ہیں یہ ظالمان ہیں ۔جب ہم بچپن میں دیکھتے تھے وہ وقت ہوتا تھا جب طالب جو ہوتا تھا ایک بڑا اچھا انسان ، شریف لوگ ہوتے تھے وہ لوگوں کی خدمت بھی کرتے تھے ۔پڑھاتے بھی تھے ۔یہ بھی کرتے تھے وہ بھی کرتے تھے ۔ یہ کہاں کی شرافت ہے یہ کہاں کے طالبان ہیں کہ عوام کو مار رہے ہیں بےگناہ لوگوں کو مار رہے ہیں ۔ میں تو انہیں طالبان نہیں کہہ سکتا میں ان کو ظالمان کہتا ہوں ۔میرے بھائی منسٹر نے اس دن درہ آدم کے بارے میں کہا تھا کہ میں وہاں سے ہو کر آیا ہوں اور اسی دن آرمی کی news آئی ہے کہ چھ آدمیوں کو وہاں مارا گیا ہے ۔ کوئی نہیں جا سکتا ہمارے ٹرایبل ایریا کے جو لوگ بیٹھے ہیں یہاں یہ IDPs ہیں یہ نہیں جا سکتے اور دوسری میں with due respect to you and to the Leader of the House سے ایک request ضرور کروں گا کہ رحمٰن ملک صاحب سے اتنا کہیں خدارا ، کل جا کر ہم action لے رہے ہیں پرسوں action لے رہے ہیں یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔وہ south وزیرستان والے سارے north وزیرستان میں چلے گئے ہیں تو تمہیں کہنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اگر آپ نے action لینا ہے تو لیجئے سوات کی طرح ، ایک ہی رات میں آپ نے سوات میں شروع کیا ۔۲۵ لاکھ آدمی ہم نے سوات سے نکالے اور پشاور و مردان میں لوگوں کے گھروں میں رکھے اور کیمپ لگائے جو بھی تکلیف ہوئی action ہوا تو 95%ٹھیک ہوا ۔ ہم بالکل اس چیز کے سخت خلاف ہیں کہ اس ملک میں دہشت گردی ہو ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے ہمسایئوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے ساتھ دوست بنائیں ۔دوست تو آپ بدلا بھی سکتے ہیں لیکن اپنا ہمسایہ نہیں بدلا سکتے میں سمجھتا ہوں کہ خدا را ! اس ملک کو امن کا گہوارہ بنائیے گا ۔ہم basically اس کے خلاف ہیں اور میں ہمیشہ یہی شعر پڑھتا رہتا تھا کہ

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خون سے دھو رہے ہو
گماں کس کو کہ منزل کٹ رہی ہے
یقین مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

لیکن اگر یہ امن کے لیے ہے اور جو ہمارا امن تباہ کرتے ہیں جو GHQپر حملہ کرتے ہیں جو غریب عوام کو مارتے ہیں ۔ اس کے لیے you have to do some thing. Thank you very much.

Mr. Chairman: Senator Ashraf Qazi Sahib….

(Interruption)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک کا نام ہے۔ انہوں نے آپ۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اچھا پھر آپ بالکل after General Sahib.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Thank you.

Mr. Chairman: This is the decision, we bow to the decision of the party.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Thank you, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی بلوچ صاحب! ابھی ہم House چلائیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جب وہ یہاں آتے ہیں، اپنی بات کر کے چلے جاتے ہیں۔ ان کو direct کریں that they should listen others also.

Mr. Chairman: This is the question between two Balochs. Why don't you settle it yourself?

سینیٹر لیفٹننٹ جنرل(ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب چیئرمین صاحب! یہ Kerry-Lugar Bill جو آیا ہے اس کے متعلق Burman Sahib کے علاوہ ہمارے Ambassador اور ایک دوسرے spokesman کی طرف سے بھی کہا گیا کہ یہ انگریزی زبان میں ہے اور انگریزی زبان پاکستانیوں کو سمجھنے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ میں نے بڑے غور سے اس Bill کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھا لیکن مجھے اس میں کوئی Shakespearean language نظر نہیں آئی۔ مجھے یہی نظر آیا ہے جو صاف، صاف بیچ میں لکھا ہوا ہے اور جو کہ start اس چیز سے ہوتا ہے ۔ اس میں وہ کہتے ہیں کہ یہ Enhanced Partnership With Pakistan Act, Act of 2009 ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ Control of Pakistan Act, 2009 ہے۔ انہوں نے یہاں پر مختلف issues کو شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں کسی rhetoric میں نہیں جاؤں گا کیونکہ دونوں sides of the House میں equally patriotic لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی میں کوئی ملک کا بھلا نہیں چاہتا یا کسی اور پارٹی میں نہیں چاہتا۔ ہم سب کی کوشش یہ ہے کہ پاکستان کے لئے best deal ہو۔میں صرف وہ چیزیں point out کروں گا جن کے بارے میں ہمیں خدشات ہیں یا جو کہ ہمیں worry کر رہی ہیں اور اس میں پہلی چیز وہ کہتے ہیں کہ limitation of arms transfer یعنی اگر ہم یہ aid مان لیتے ہیں تو آئندہ اپنے funds سے بھی یہ کہتے ہیں کہ for next five years from 2012 to 2014 تک

no letter of offer to sell major defence equipment to Pakistan may be issued and no licence to export major defence equipments to Pakistan may be issued pursuant to such an Act in a fiscal year until the Secretary of State under the direction of President makes the certification required under each fiscal year.

یعنی American aid کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے funds سے بھی America سے کوئی arms خریدنا چاہیں گے تو وہ بھی جب تک Secretary of State certificate issue نہیں کرے گا آپ نہیں لے سکیں گے۔

دوسرا وہ کہتے ہیں اور اس پر میں صرف تھوڑا سا واضح کروں گا کیونکہ وسیم صاحب نے اس کو بڑی detail میں cover کیا ہے یعنی ہماری nuclear proliferation کے بارے میں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم relevant information provide کریں گے۔ Fine اس پر کوئی شک نہیں ہے، وہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے لیکن ان کو

کبھی بھیaccessنہیں دی گئی- پچھلے نو دس سال سے ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ Dr. A. Q. Khan تک accessملے یا باقی networksتک جبکہ پاکستان نے ہمیشہ نہ کی- اس دفعہ انہوں نے جب Dr. A. Q. Khanصاحب کا نام ڈالا تو ہمارے جو negotiatorsتھے انہوں نے اس نام کو نکلوایا لیکن اس کے بدلے میں انہوں نے کہا ہے direct access to Pakistani nationals associated with such networks.اس میں Dr.A.Q.Khan Sahibبھی آگئے ہیں اور باقی سائنسدان بھی آ گئے ہیں- In factانہوں نے اس circleکو کم کرنے کی بجائے enlarge کر لیا ہے-

Nextجو چیز قابل اعتراض ہے - وہ کہتے ہیں Sub-para (a) of Act, section 203میں -

Ceasing support by any element within the Pakistan military or its intelligence agency to extremists and terrorist groups particularly to any groups that has conducted attacks against United States or Coalition Forces in Afghanistan or against the territory or people of neighbouring countries.

انڈیا نکا ل دیا لیکن neighbouring countriesڈال دیا تو بات تو ادھر ہی ہے- دوسری بات یہ ہے کہ "ceasing" wordکا مطلب ہے کہ آپ پہلے کرتے تھے اب بند کر دیں گے- اگر وہ کہتے will not supportتو ٹھیک تھا لیکن وہ کہہ رہے ہیںceaseاس کا مطلب ہے ایک continuous act. وہ blameکر رہے ہیں کہ Pakistan Military and Intelligence extremists or terrorist groupsکو supportکر رہی ہے اور اب وہ آپ نہیں کریں گے تو یہ "ceasing" wordانتہائی objectionableہے اور اس کو یہاں پر نہیں ہونا چاہیے- اس کے بعد میں اس میں نہیں جاؤں گا جو انہوں نے کوئٹہ اور مریدکے وغیرہ لکھا ہے because وہ کافی detailمیں پہلے coverہو چکا ہے-

Nextمیں آ جاؤں گا Section 302 پر جس میں جو چیزیں انہوں نے کہی ہیں کہ یہ آپ کریں گے prevent attack into neighboring countries. بات یہ ہے کہ اگر کوئی terrorist groupوہاں پر کچھ کرتا ہے جس طرح ممبئی میں ہوا تو پاکستان کیسے preventکر سکتا ہے؟ پاکستان کو پہلے سے informationتھی یعنی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آئندہ بھی کچھ ہو گیا تو آپ ذمہ دار ہیں، آپ preventکریں گے- Preventتو آپ تب کریں گے جب آپ کو پہلے سے informationہو- اس کے بعد آگے وہ کہتے ہیں کہ

assessment of whether assistance provided to Pakistan, as directly or indirectly, aided the expansion of Pakistan's nuclear programme whether by diversion of the United States assistance or re-allocation of Pakistan's own financial resources.

یعنی وہ ہمارے nuclear programmeکو capکرنا چاہتے ہیں- اگر وہ یہ کہتے کہ آپ American aidکو divertنہیں کریں گے تو it was understandable.وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کے اپنے ذرائع سے resourcesبھی آپ نہیں دیں گے تو وہ کیا achieve کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان helplessہو جائے جبکہ انڈیا کے ساتھ تو nuclear treaty بھی signکرنا چاہتے ہیں، ان کو missile materialبھی دینے کو تیار ہو گئے ہیں اور ہمیں کہہ رہے ہیں کہ آپ اپنے fundsبھی استعمال نہیں کریں گے- یہ کس قسم

کی friendship ہے؟ یہ کس قسم کی security assistance ہے؟ جو وہ ہمیں دے رہے ہیں۔

اس کے بعد وہ شق آ جاتی ہے جس کا تعلق ملٹری کے ساتھ ہے جس کا خود American Ambassador نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے۔ انہوں نے بھی admit کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ پاکستان کی civil and military کو آپس میں لڑانے کی ایک کوشش ہے۔ اگر ملٹری نے پہلے politics میں intervention کی ہے تو غلط کی ہے لیکن اب اگر politicians کو یہ induce کیا جا رہا ہے کہ اب آپ ملٹری کے internal affairs میں interference کریں تو وہ بھی غلط ہے۔ یہاں اس para میں وہ کہتے ہیں کہ وہ assess کریں گے کہ Government of Pakistan کس حد تک civilian control of the military exercise کرتی ہے اور کس حد تک civilian executive leaders and the Parliament exercise oversight کرتے ہیں اور اس میں جو چیزیں لسٹ کی گئی ہیں؛ approval of Military Budget کسی کو اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ Military Budget Parliament کو approve کرنے چاہییں اور government allocate کرتی ہے۔پھر آ جاتا ہے chain of Command, یہ آرمی کا internal matter ہے۔ Brigade Commanders GOC کو رپورٹ کرتے ہیں، GOC Corps Commander کو رپورٹ کرتے ہیں۔ اس میں chain of command سے ان کا کیا مطلب ہے؟ کیا کل وزیر اعظم صاحب یہ order issue کریں گے کہ راولپنڈی کا Corps Commander Army Chief کی بجائے مجھے direct report کرے۔ Chain of command کا تو یہ مطلب ہے۔

اس کے بعد process of promotion of senior military officers. Already Lieutenant Generals and above promotions Prime Minister Sahib approve کرتے ہیں۔ تو اس کو بیچ میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ Brigadier level تک promotion Civil Government کرے گی تو پھر آرمی کے politicize ہونے میں کیا کسر رہ جائے گی؟ اگر اس قسم کی حرکت ہو ئی تو پھر جو civil bureaucracy کا حال ہوا ہے شاید ملٹری کا بھی وہی ہو گا۔ میں یہاں پر ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ 1962 میں Pandit Jawahar Lal Nehro نے General Kaul کو appoint کیا Corps Commander NIFA میں اور Sino Indian War میں جو شرمناک انڈیا کو شکست ہوئی تو بعد میں analysis سارا blame General Kaul اور پنڈت نہرو پر ڈالا گیا کہ انہوں نے غلط آدمی کو وہاں پر لگایا تھا۔ جس کی capability نہیں تھی کہ وہ command صحیح کرتا۔ اس کے بعد سے انڈین حکومت نے یہ کام نہیں کیا۔ یہاں بھی میں کہتا ہوں خدا را! آرمی اپنا کام کرے، سول اپنا کرے۔ نہ آرمی interfere کرے، نہ civil interfere کرے لیکن یہ ہمارا internal matter ہے Americans کون ہوتے ہیں یہ کہنے والے کہ آپ اس طرح کریں یا اس طرح نہیں کریں گے اور اس کو وہ assess کریں گے اور اس پر پھر ہماری aid dependent ہو گی۔

میں آخر میں ایک چیز کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بہت ڈرایا گیا ہے کہ اگر یہ aid نہیں آئے گی تو پاکستان ڈوب جائے گا۔ ہمارے مالی حالات بہت خراب ہیں۔ حالات خراب ہیں لیکن جس طرح ڈار صاحب نے بتایا کہ یہ one billion dollars ہمارے بجٹ کا 3% ہے، اگر یہ نہیں بھی آئے تو آسمان نہیں گرے گا۔یہ ہمارے بجٹ

پر catered for نہیں ہے، اس کے بغیر بھی ہمارا بجٹ بنا ہوا ہے،پھر economic assistanceپر کوئی bar نہیں ہے۔ Economic assistanceشوق سے لے لیں۔ Military assistanceکے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ military assistanceکی جتنی ہم کو ضرورت ہے، اس سے کہیں زیادہ ضرورت امریکہ کو ہے ہماری ملٹری کی۔ آج ہماری ملٹری کی ان سے double strength deployedہے اور جنہوں نے پاکستانی طالبان یا ازبک کو bottle up کیا ہوا ہے، اگر یہ پریشر ease ہوتا ہے اور یہ لوگfree ہو کر افغانستان چلے جاتے ہیں تو پھر آپ سوچیں کہ امریکیوں کا کیا حال ہو گا۔ امریکہ اس وقت 60 billion dollars افغانستان میں خرچ کر رہا ہے۔ ہم سے ایک بلین ڈالر aid کی بات کرتے ہیں، جس سے وہ ایک لاکھ سے زیادہ فوج کو لڑا رہے ہیں۔ جب کہ وہ وہاں پر ساٹھ ارب ڈالر خرچ رہے ہیں۔ انہوں نے اور جوچالیس ہزار troops مانگی ہیں، اس پر estimated budget 40 billion dollars ہے صرف چالیس ہزار کا۔ ایسی بات نہیں ہے، ان کو ہماری ضرورت زیادہ ہے۔ Lastly میں یہ کہوں گا کہ ان کی logistic support سوائے پاکستان کے possible ہی نہیں ہے۔ وہ افغانستان میں ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ افغانستان landlocked country ہے۔ ایران سے وہ نہیں آ سکتے۔ Central Asia landlocked ہے۔ پاکستان واحد روٹ ہے جس کے through نیٹو، ISAF اور Americansکو logistic supply جا سکتی ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ میں بہت بڑا bargaining counter ہے۔ ہمیں ڈرنا نہیں چاہیے۔ امریکیوں کے ساتھ حکومت نے صحیحdecide کیا ہے، renegotiate کریں۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ صاحب ہمارے جو concerns ہیں جا کر voice کریں گے اور اس کو strongly oppose کریں۔ اگر آپ کھڑے ہو جائیں گے، strongly oppose کریں گے، مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ Americans will have to amend these insulting restrictions that they are presenting to us. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ جنرل صاحب۔ بزنجو صاحب! آپ کے دوست رضا ربانی صاحب۔ اس کے بعد آپ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میاں صاحب دے دیجیے۔ بلوچوں کا حق ہے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: شکریہ جناب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بسم اللہ کیجیے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ، اس کے ساتھ رضا بھائی کا بھی جو ہر وقت ہم پر مہربان رہے ہیں۔ جناب! ایسا لگتا ہے کہ Kerry-Lugar Bill اچانک آیا۔ Bomb shell پھٹا اور لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ کیوں ان سب لوگوں نے پاکستان کے عام لوگوں کی nerve کو پچھلے تیس دن سے tension میں رکھا ہوا ہے کہ Kerry-Lugar Bill یہ ہو گا، Kerry-Lugar Bill سے یہ ہو گا۔ اس سے یہ تباہی آئے گی۔ یہ Kerry-Lugar Bill آسمان سے نہیں گرا۔ یہ Kerry-Lugar Bill ایک دن میں نہیں آیا۔ یہاں جتنے

parliamentarians ہیں، bureaucracy ہے، ملٹری لیڈر شپ ہے، کیا ان کو ایک سال سے معلوم نہیں تھا کہ Kerry-Lugar Bill کے حوالے سے کانگریس میں کیا discussion ہو رہی ہے۔ سینیٹ میں کیا discussion ہو رہی ہے۔ کانگریس اور سینیٹ کی standing committees نے اس کے حوالے سے کیا فیصلہ کیا ہے۔ کسی کو کچھ پتا نہیں تھا؟ اور ہمارا سفیر وہاں جھک مار رہا ہے؟یہ سب کو پتا تھا۔ اگر اس ملک کے parliamentarians ، اس ملک کے جنرلوں، اس ملک کے قائدین اور اس ملک کے ambassadors کو پتا نہیں تھا تو پھر ان کا خدا حافظ۔ کیوں لوگوں کو مشکل میں ڈال رہے ہو؟ کیوں لوگوں کو بےوقوف بنا رہے ہو؟ کہ جی ہم اسے نہیں مانتے۔ میں تو حیران اس بات پر ہوں کہ سب سے زیادہ Kerry-Lugar Bill, Kerry-Lugar Bill اور سب سے زیادہ پاکستان کی sovereignty، پاکستان کیsovereignty وہ لوگ کر رہے ہیں، جنہوں نے کولن پاؤل کے ایک ٹیلیفون پر پورے ملک کی پالیسی بدل دی اور انہوں نے کہا کہ بتاؤ۔ آج ان سب لوگوں کو پاکستان کی خود مختاری یاد آ رہی ہے؟ کیسی خود مختاری؟ آپ سب کو پاکستان کی خود مختاری اب یاد آ رہی ہے؟ خدا کو مانو۔ فوج سے لے کر، ہماری political leadership سے لے کر ، تمام لوگ جو لائن میں بیٹھے ہیں، جو پاکستان کی خود مختاری کی بات کر رہے ہیں، امریکہ کو چیلنج کرنے کی بات کر رہے ہیں، ان سب نے مل کر اس ملک کو امریکہ کے پاس گروی رکھا۔ کیا ہمارے ان فوجی جنرلوں نے پاکستان کو امریکہ کے حوالے نہیں کیا؟ جو شور مچا رہے ہیں۔ کچھ اندر بیٹھ کر اور کچھ باہر بیٹھ کر۔ کون سا پرویز مشرف؟ کیا پرویز مشرف اکیلا تھا؟ یہ سب جنرل جو لائن میں بیٹھے ہیں، یہ سب اس کے ساتھ شامل تھے۔ بار بار کہتے ہیں امریکہ مداخلت کر رہا ہے۔ امریکہ کیا مداخلت کر رہا ہے؟ پرویز مشرف کہتا ہے کہ میرے پاس تین guarantors ہیں۔ وہ صرف ایک کی بات نہیں کرتا۔ آپ امریکہ کی بات کر رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ three guarantors سعودیہ، برطانیہ اور امریکہ۔ کیا گارنٹی ہے؟ ان کی گارنٹی ہے کہ this is an order to Pakistani Government and army that you cannot touch him. یہاں کوئی خود مختاری کی بات نہیں ہے؟ یہاں کسی sovereignty کا مسئلہ نہیں ہے؟ وہ دندناتا پھر رہا ہے۔ وہ ہم سب کو چیلنج کرتا ہے اور ہم سب ادھر بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں۔ اس کا نام تک نہیں لے سکتے۔ کیونکہ ان تینوں طاقتوں نے کہا ہے کہ آپ اس کا نام نہیں لے سکتے۔ یہاں آپ کو خود مختاری کی کوئی پریشانی نہیں ہے؟ نواز شریف کے معاملے میں ایک عرب آیا تھا۔ اس سے یہاں پر ایک صحافی نے پوچھا کہ جناب! ہماری سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نواز شریف یہاں سے نہیں جا سکتا۔ اس نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس کی جس میں یہ سارے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ پہلے ہے یا میرا فیصلہ پہلے ہے؟ چونکہ میرا فیصلہ پہلے ہے، اس لیے میں نواز شریف کو گلے میں ڈال کر لے جاؤں گا۔ آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس وقت کوئی sovereignty نہیں تھی، کوئی عزت کا مسئلہ نہیں تھا، کوئی غیرت کا مسئلہ نہیں تھا۔ ہم سب مل کر کتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ پاکستان کی خود مختاری کے لیے ہم نے یہ کیا۔ ابھی ہمارے مہربان بول رہے ہیں۔ وہ تو اس طرح اے کیو خان تک پہنچ سکتے ہیں۔ اے کیو خان کے ساتھ آپ نے بڑا زبردست کام کیا۔ Indiaنے ابو الکلام کو ایٹمی دھماکے کے بعد صدر بنایا اور آپ نے اے کیو خان کو مجرم بنایا اور آپ اس کی

بات کرتے ہیں۔ خدا کو مانو۔ کب تک ہم جھوٹ بولتے رہیں گے۔ اگر پاکستان کی خود مختاری کسی نے بیچی ہے، کسی نے کھائی ہے، کسی نے استعمال کی ہے یا تو اس ملک کی elite force نے، جو خود مختاری چیخ رہے ہیں یا اس ملک کے فوجی جنرلوں نے۔ پاکستان کے عوام نے تو نہیں دیکھی ہے۔ پاکستان کے غریب عوام نے خود مختاری نہیں بیچی ہے۔ ہم نے خود مختاری بیچی ہے، جنہوں نے ہجوہ روڈ سے لے کر کیلے فورنیا تک مکان بنائے ہوئے ہیں۔ میں مندوخیل صاحب کی بات کو support کرتا ہوں۔ آپ کی خود مختاری بچے، پاکستان کی عزت بچے، یہ ملک، ملک رہے، امریکہ کو چیلنج کرنا چاہتے ہو۔ خدا را! اگر آپ کے گھر میں ایک گھنٹہ ایئر کنڈیشنڈ نہیں چلتا تو آپ رونا شروع کر دیتے ہیں۔ باتیں تو ایسے کرتے ہیں جیسے کوئی ماؤزے تنگ ہے یا کوئی چو این لائی ہے یا کوئی کاسترو ہے۔ لیڈر شپ کی باتیں سنو تو ایسے لگتا ہے کہ یہ انقلاب لانے والے ہیں، یہ امریکہ کا مقابلہ کریں گے۔ کیوں جھوٹ بولتے ہو؟ Mediocre type کی لیڈر شپ ہے۔ فوج سے ڈرتی ہے۔ فوج کے ہاتھوں بکی ہوئی ہے۔ International forces کے ہاتھوں بکی ہوئی ہے۔ وہ یہاں آ کر لوگوں کو بےوقوف بناتے ہیں۔ دہشت گردی کے نام پر ہمیں دہشت گرد کیوں کہتے ہیں۔ کس نے کہا ہے کہ ہم نے دہشت گردی نہیں مانی ہے۔ پرویز مشرف نے Indians کے ساتھ openly accept کیا کہ کشمیر میں در اندازی ہم بند کریں گے۔ آئندہ نہیں کریں گے۔ یہ چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ یہ سب کچھ پریس میں آیا ہے۔ اخباروں میں آیا ہے، ہر کہیں چھپا ہے کہ آپ کے Chief of the Army Staff نے کہا ہے کہ ہم دہشت گردی میں involve ہیں۔ ہم camps بند کر دیں گے۔ مزید camps نہیں چلائیں گے۔ افغانستان میں جو hijacking ہوئی، وہ کیا تھا؟یہ دہشت گردی نہیں تھی؟ جس آدمی کو، جس کا میں گواہ ہوں، کیوں چھپاتے ہو؟ وہ اس دن کابل پہنچ جاتا ہے، دوسرے دن کراچی میں گرومندر کے چوک پر، بنوری ٹاؤن میں اٹھارہ پک اپ کے ساتھ گھوم رہا ہوتا ہے۔ آپ کے خیال میں کسی نے نہیں دیکھا؟ سب کی آنکھیں بند ہیں؟ اس ملک کو terrorism تک آپ نے خود پہنچایا ہے ہے۔ اگر آپ اس کو فروغ نہ دیتے تو وہ آگے نہ بڑھتا۔ خوبصورت باتیں کرنا بہت آسان ہے، میں نہیں کہتا کہ لوگر بل یا اس کی فلاں شق کو مانیں ۔ اس کی شقیں بالکل غلط ہیں مگر ان کی شقوں سے تمہارا کیا ہو گا؟ یہ جو وزیرستان میں ہو رہا ہے، کیا ہمیں اس کا علم نہیں تھا؟ ہماری فوج کو اس کا علم نہیں تھا؟ ہم نے القاعدہ، امریکا کے ساتھ مل کر نہیں بنائی؟اس وقت آپ کو سوویت یونین کے لوگ کمیونسٹ، کافر نظر آ رہے تھے اور امریکی مومن نظر آ رہے تھے۔ آپ نے افغانوں کے نام پر یہاں اربوں، کروڑوں ڈالر اپنے درمیان بانٹے، اس وقت آپ کو نہ پاکستان کی sovereignty کا خیال تھا اور نہ دہشت گردی کی فکر تھی اور نہ ہی آپ کی غیرت کا مسئلہ تھا۔ آج جب pay کرنے کا وقت آیا ہے، اب کہتے ہیں کہ قوم اکٹھی ہو جائے، قوم تمہارے ساتھ کیوں اکٹھی ہو؟ تم لوگ ہو کون؟ Elite class کے لوگ ہو، تم لوگوں کا عوام اور لوگوں سے تعلق کیا ہے؟ GHQ میں کانفرنس ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے تحفظات ہیں۔ کیوں تمہارے تحفظات ہیں؟ تم ہو کون؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو حکمران سمجھتے ہو ورنہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں debate ہو رہی ہے، آپ کانفرنس کر کے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہیں۔ جناب! رویہ دیکھیں یہ ہے اور ہم بات پاکستان کی sovereignty کی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال کر لیجئے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میں ویسے بھی زیادہ نہیں بولتا۔ جناب! ہماری چند suggestions ہیں کیونکہ آج ہمیں جو مل رہا ہے، ہم بہت بڑے مجرم ہیں، پہلے یہ لوگ اس بات کو accept کریں--

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی بزنجو صاحب! آپ اور کتنی دیر لگائیں گے؟

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میں دو، تین منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔ جناب! یہ تمام لوگ جو آج پاکستان کی خودمختاری کی بات کر رہے ہیں، ان کو یاد ہے آج کون سی تاریخ ہے؟ آج بارہ اکتوبر ہے۔ بارہ اکتوبر کو آج کتنے سال ہو گئے ہیں؟ جناب! جس وقت بارہ اکتوبر کا واقعہ ہو رہا تھا، اس وقت جب پاکستان کے آئین کی دھجیاں اڑائی جا رہی تھیں اور یہاں پر مگے لہرائے جا رہے تھے، یہ سب لوگ ان کے ساتھ تھے اور اکٹھے تالیاں بجا رہے تھے۔ اس وقت پاکستان کی خود مختاری ان کو نظر نہیں آئی۔ میرا مطالبہ ہے کہ پہلے تو ایک کمیشن قائم کیا جائے جو بارہ اکتوبر اور 9/11 کے بعد مل کر پاکستان کی sovereignty امریکا کے حوالے کرنے والوں کے خلاف تحقیقات کرے اور ان کو سزا دی جائے، چاہے وہ civilian ہوں یا آرمی کے لوگ ہوں۔ ہے جرات ہم میں؟ پھر sovereignty کی بات کریں نا، ہم لوگ کر سکتے ہیں یہ؟ اس کے لیے تو ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے، خالی شور مچانے اور لوگوں سے تالیاں بجوانے کے لیے اچھے، اچھے الفاظ بولتے ہیں۔ میں اس سے بالکل agree نہیں کرتا کہ -Kerry Lugar Bill کو as it is تسلیم کیا جائے مگر وہ اقدامات بھی ضروری ہیں۔ جناب! میری درخواست ہے کہ دونوں بڑی political parties اور یہاں کی leadership بیٹھ کر پاکستان کی foreign policy کو restructure کرے۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ اگر آپ افغانستان میں مداخلت کر رہے ہیں تو اس کو بالکل بند کر دیں۔ بھارت اور ایران کے ساتھ اپنے تعلقات normal کریں اور اس ملک کے مفاد کے لیے کام کرنا شروع کر دیں، اپنے ذاتی مفاد کے لیے نہیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! آخر میں یہ بات دوبارہ repeat کروں گا کہ مجھے اس Lugar Bill کی تمام شقوں سے کوئی اتفاق نہیں ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ نے اپنے آپ کو جس حال میں پہنچایا ہے، خدا کے لیے اس پر نظر ڈال کر اقدامات نہیں کریں گے، شور یا تقریر کرنے سے آپ امریکا کے شر سے نہیں بچ سکیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ نماز کے لیے وقفہ کرتے ہیں اور we will be back at 7 O'clock. میاں صاحب! first speaker آپ ہوں گے۔ انشاء اللہ سات بجے۔

[The House was then adjourned for Maghrib Prayers]

[The House re-assembled after the Maghrib prayers with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.]

جناب چیئرمین: میاں صاحب کدھر ہیں؟ He is still having a cup of tea. ان کو بلائیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, can I speak after another speaker in empty House?

جناب چیئرمین: پاکستان پیپلزپارٹی کےممبران کدھر ہیں؟

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب! میں ادھر بیٹھا ہوں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری جنرل صاحب! آپ تو بیٹھےہیں میں دیکھ رہا ہوں، speakers کی جو لسٹ ہے میں ان کی بات کر رہا تھا۔ حاجی لشکری صاحب آ گئے ہیں۔ You would like to speak? آپ کا نام ادھر ہے؟

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب! پہلے میاں صاحب بول لیں پھر میں بول لوں گا۔

Mr. Chairman: Mian sahib, you have disturbed the order. Should I ring the bell?

سینیٹر میاں رضار بانی : نہیں جناب ۔ جناب چیئر مین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں اس bill پر اظہار خیال کر سکوں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! صابر بلوچ صاحب آ گئے ہیں کیونکہ ان کا نمبر بھی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں، نہیں its alright. میں ابتداء میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ under sub-rule-2 of Rule-200, if you could give me permission to read out a written text کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک تو آپ کے وقت کی قدغن ہے اور دوسرا یہ ایک نہایت ہی حساس مسئلہ ہے اور میرے نقطہ نظر سے یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک turning point ہے۔ لہٰذا میں جو بات کہوں وہ میں چاہتا ہوں کہ اسی context میں ہاؤس کے ریکارڈ پر ہو۔

Mr. Chairman: You want permission to read the whole of the bill or certain clauses.

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, not the bill only my statement. Although this will be first time for me that I would be reading out the statement.

Mr. Chairman: You always speak very well extempore.

Senator Mian Raza Rabbani: If I speak extempore I will overshoot the time that you have allocated and I would not like to do that, because there are so many other speaker, as well.

Mr. Chairman: Raza Sahib, permission is there under sub-Rule 200.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات بھی عرض کرنا چاہوں گاکہ کیونکہ یہ ایک تاریخی موقع ہے اور یہ پارلیمان ہے اور یہ سینیٹ آف پاکستان ہے لہٰذا normally آپ کو اس بات کا علم ہے کہ میں اگر پارٹی یا حکومت کی پالیسی سے اختلاف رائے رکھتا ہوں تو میں بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ

بات میں پارٹی کے اندر کروں اور پارٹی کے اندر ہی وہ بات رہے لیکن چونکہ یہ
تاریخ ہے and each man will be judged in history on the position that he takes
today لہذا پارٹی کی leadership کو میں نےاس بات سے آگاہ کیا ہے اور اس کے
بعد میں یہ بات floor of the House پر آپ کے سامنے کرنے جا رہا ہوں- Mr.
Chairman, at the very offset the following historical and traditional positions of the Pakistan Peoples Party are reaffirmed.

a) The Pakistan Peoples Party has and shall never compromise on the sovereignty and integrity of Pakistan, therefore, we require and seek no certificate for such a certificate has been given to us by history and the people of Pakistan.

b) Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto was the father of Pakistan's nuclear programme and Mohterma Shaheed Banazir Bhutto provided the delivery system for the same. Therefore, the PPP compromising or retracting from the nuclear programme with an amount to denial of its history and this owning the sacrifices given by Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto and Mohterma Shaheed Banazir Bhutto.

c) The Pakistan Peoples Party has always respected the institutions of the armed forces but has been in the vanguard of the struggle against the adventurous generals who had sort to derail the democratic process. We believe that the civil military relationships must be governed under the Constitution and as provided for under the Charter of Democracy.

d) That Pakistan on its own and due to compulsions of international obligations is committed to fighting terrorism in all its forms and manifestations.

e) The relationship with the United States must be governed on the basis of sovereign equality and non-interference in the affairs of each other.

Mr. Chairman, it is true that the Army is a legitimate stakeholder in the Kerry-Lugar Bill and its point of view should be heard and accommodated but simultaneously it must be kept in mind that we are working under a Constitution, law and rules of business. Therefore, in my opinion it would have been more appropriate if the institution would have used either of the three modes available to it under the law and the rules of business for conveying its concerns, namely:-

A. By addressing a communication in writing or verbally to the President of Pakistan or the Prime Minister.

B. Requested for an immediate meeting of the Defence Committee of the Cabinet; and

C. By voicing its concern through the Ministry of Defence.

Having established these basis, Mr. Chairman, I will examine the Kerry-Lugar Bill from a slightly different perspective for that it is necessary to do a quick introspection of ourselves as a nation which is never easy but always un-comfortable. We are today Mr. Chairman, at the crossroad of history and future generations and historians will not forgive us if this Parliament does not alter the course of history which it is so uniquely positioned to do so. From the very inception Pakistan's foreign policy with the short periods of Shaheed

Bhutto and Shaeed Mohterma have been subservient to US Global interest. Politicians, Members of the Establishment and Civil Servants have often reported directly to Washington circumventing their own chain of command. It is a matter of history Mr. Chairman, that Ghulam Muhammad during the initial years asked for two billion US Dollars to meet the administrative expenses of the new state for the first few years. Feroz Khan Noon and others made it abundantly clear to the United States that the Musalman's in Pakistan are against communism but there was no response from Washington. Pakistan kept on emphasizing that it would be a front line state against Soviet expansionism, but it was only during the Korean War that the United States slightly began to incorporate, Pakistan's military and bureaucracy into its security arrangements for the region. Mr. Chairman, The United States responded by sending wheat as aid and then the relationship between Pakistan's establishment and its extreme right wing political parties began to foster and grow. Pakistan had succeeded in improving its credentials in the US war against communism. We saw in July, 1959, General Ayub agreed to establish a military base in Buda Bare. Moving on, I would like to remind that Pakistan's ruling elite consists of its civil-military establishment and the right wing political parties that were riding the American chariot in the battle against communism. As a consequence of this military pacts and aid came together and what soon be followed Mr. Chairman, by military dictatorship. In September, 1954 Pakistan publicly declared as becoming a willing tool by joining the South East Asia Treaty Organization and exactly one year later, in September, 1955, Pakistan joined another Western outfit known as the Baghdad Pact. All of this took place without the benefit of a single general election in Pakistan but with the passage of time it became clear that the US would never back Pakistan militarily and the people started to demand for a withdrawal from these pacts. Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto explained these pacts Mr. Chairman, and if you allow me to read a passage in which he has spoken of these. He says, that each of Pakistan's multilateral and bilateral military commitments became useless the moment the United States unitarily discontinued military assistance to Pakistan with the removal of reciprocality the agreements became void ipsofacto not withstanding this incontestable position the government of Ayub Khan committing deliration of its elementary duty to the people of Pakistan refused to renounce the agreements. It choose to endanger the security of Pakistan without an iota of corresponding protection, it can't be forgotten that Pakistan assumed the liabilities of cold war in return for military assistance and political support on Kashmir. The military assistance ended three years ago and the political support went earlier. The United States' position on Kashmir began to shift practically since the first Sino-Indian conflict of October, 1959. This was established beyond doubt when Pakistan took the dispute to the Security Council in 1964.

The United States imposed an embargo on the delivery of military equipment to Pakistan when the country was struggling for its survival against an aggressor five times its size. For three years, a complete ban was placed on the sale of weapons and spare parts to Pakistan. The government of the country and three military alliances had to run from pillar to post in search of armaments

and spare parts, from black market centres to notorious arm peddlers. Throughout this difficult period, Ayub Khan refused to free the country from the burden of these obsolete alliances. On the contrary, he permitted the United States bases in Peshawar to operate until the expiry of its lease in July 1969. Not even those countries which are the pillars of NATO would find it possible to assume such ominous one sided military obligation on behalf of the United States for any other country.

From the above facts or what Shaheed Chairman Zulfikar Ali Bhutto said, it is obvious Mr. Chairman, that no agreement, pact or bill is binding on a Super Power when its global interests and national security concerns change. Thus, with this historical background, fears linger in the mind on the Kerry Lugar Bill. It is interesting to know that when U.S. interests focussed against Communism, Pakistan was a focal state and today when it battles against perceived Islamic militancy, once again, Pakistan is a frontline state. I stop here for you to draw your own conclusion about the ruling elite of Pakistan and where the interests lie. This turn around, in the latest, came during the period of General Musharraf. It is interesting to know that when General Musharraf made this 180 degree turn in Pakistan's strategic national policy, the hue and cry was mute because Musharraf, regardless of his expressions of modern enlightenment, still reflected the old establishment equation. During this period, the duality of standards and massive corruption in funds exposed the game and the U.S. began to look for new alternatives as their old allies in Pakistan had lost credence. The renaissance of the people's movement in Pakistan, reflected through the results of 2006 general elections and the resilience shown by them in the struggle for the restoration of the judiciary forced the U.S. to talk about the people of Pakistan.

I don't agree to the point of view that the provisions of civilian oversight in the Bill will strengthen democracy. I hope I am wrong but distrust is deep and history shows Mr. Chairman, that from Jamal Adbul Nasir to Sukarno, popular leadership has never been accepted by imperialism. In Pakistan, Shaheed Zulfikar Ali Bhutto and Mohterma Benazir Bhutto are glaring examples. Today, basically the opposition to the Kerry-Lugar Bill is not because we abhor being a client state and seek to change the rationale and direction of our foreign policy but because we feel slighting by the language and the conditions that are intrusive.

The U.S. in the Bill did not take into consideration the paradigm change after Musharraf and failed to appreciate the honour, dignity, self-respect of a proud, free and sovereign Pakistani nation. Hence, the language, insinuations and allegations made in the said Bill are not acceptable to the people of Pakistan. Further, the following sections or clauses need to be revisited namely:

a) Those sections of the Bill which lay down a new social contract for the people of Pakistan in the shape of social reforms.
b) The sections dealing with audit are intrusive.

c) The sections wherein the Secretary of State has to certify progress of six matters which relate to national security.

d) The section when the U.S. President is required to develop a comprehensive strategy to eliminate terrorist threats and close the safe heavens in Pakistan.

e) Sections 203(b) and 302(a) also need to be revisited.

Mr. Chairman, finally I would like to end by borrowing the words of Martin Luther King, and you would recall Mr. Chairman, when Martin Luther King said, “I have a dream”, similarly, from the floor of this Senate, I also have a dream. I have a dream that Pakistan will be a free and sovereign state. I have a dream that Pakistan will be free from super and regional power’s hegemony.

(Desk thumping)

I have a dream that Pakistan will break the shackles of international financial imperialism. I have a dream that in Pakistan, civil and constitutional institutions will reign supreme. I have a dream that in Pakistan, feudalism, tribalism, capitalism and religious extremism will meet with dust. Mr. Chairman, I have a dream that a day in Pakistan will come when mothers, daughters and sisters will not keep looking at the door awaiting the return of their sons who have been lost, God alone knows where by the state, who have gone a missing, a day when Pakistan is free.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مسز کلثوم پروین۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ میری پارٹی کے دوسرے لوگ نہیں بول رہے، مجھے کتنے منٹ آپ allow کریں گے تاکہ میں strictly اس کو follow کروں؟

Mr. Chairman: 15 minutes because you are the parliamentary leader.

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے تو میں جی ایچ کیو کے شہداء کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی، اس کے ساتھ ہی ان کی شہادت پر انتہائی افسوس اور غم کا اظہار کرتی ہوں۔ بے شک ان شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ یہ خون رنگ لائے گا۔ جب کبھی ایسا ہوتا ہے، تو مجھے میڈم نور جہاں کا ایک گانا یاد آتا ہے کہ ‘اے پتر ہٹاں تے نہیں وکدے’۔ ایسے شہید بار بار پیدا نہیں ہوتے جو اپنی جانیں دے دیں۔

جناب! میں اپنے محترم وزیرِ اعظمِ پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کی مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک اہم ترین issue پر دونوں forums کو بولنے اور اپنی تجاویز دینے کا موقع دیا۔ ہمیں Treasury Benches پر بیٹھ کر یہ نہیں محسوس کرنا چاہیے کہ اگر وہاں سے کوئی آواز آتی ہے تو وہ غلط ہے، اگر ہم یہاں سے ہم بول رہے ہیں تو صحیح ہے۔ دونوں اپنے اپنے نقطہٗ ہائے نظر سے صحیح بات کر رہے ہیں۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ آپ اس سے فائدہ اٹھائیے کہ جو وہاں بیٹھے ہیں، وہ جتنا بولنا چاہیں ان کو بولنے دیں۔ آپ جائیں اور ڈیڑھ ارب ڈالر کا نہیں بلکہ تین ارب ڈالر کا مطالبہ کریں کہ جی میری قوم تو مان ہی نہیں رہی کہ آپ اتنی افغانستان میں مخالفت کر رہے ہو، اتنا کچھ انڈیا کو دے رہے ہو اور ہمیں کیا دے رہے ہو۔ یہ تو آپ کے لیے ایک political support ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتی

کہ یہ ہمارے negative میں جا رہا ہے، یہ چیز بھی آپ کے positive way میں جا رہی ہے کہ بھئی میرے عوام، میرے لوگ اس چیز سے خوش نہیں ہیں۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ policy ہماری عزت نفس کے خلاف ہے، ہماری فوج کے خلاف ہے، ہمارے لوگوں کی وہ ایٹمی پالیسی جس کے لیے آپ کے شہید چیئرمین وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب، آپ کو یاد ہو گا کہ U.N. میں یہ وہی ذوالفقار علی بھٹو تھے جنہوں نے فائل ان کے منہ پر ماری اور کہا کہ آپ پاکستان کا مذاق مت اڑائیں۔ اسی قیادت نے اس nuclear programme کی ابتدا کی۔ اس ابتدا کے ساتھ ہی ان کو جو سزا ملی اور جو سزا ان کو دلوائی گئی وہ history کا record بن گئی ہے۔ قیامت تک ان کی شہادت، ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ کیا آج ہم لوگ اس کے حق میں اس لیے بول رہے ہیں کہ ہم حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں یا وہ اس کے خلاف اس لیے بول رہے ہیں کہ وہ وہاں حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں، نہیں جناب ایسا نہیں ہونا چاہیے، دونوں طرف کے لوگ محب وطن پاکستانی ہیں۔ تمام لوگ پاکستان سے محبت کرتے ہیں، خواہ وہ کسی زبان، کسی فرقے ، کسی جگہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ کوئی بھی آدمی یہاں پر بیٹھا ہوا یہ نہیں کہے گا کہ مجھے پاکستان نہیں چاہیے first of all Pakistan اس کے بعد میرے خیال میں کسی آدمی کی کوئی سوچ ہو گی۔

جناب والا! ہمیں صرف دو چیزوں پر بات کرنی ہے اور میں چاہوں گی میں اپنا focus صرف انہی پر رکھوں۔ ایک یہ کہ کیا ہمیں امداد چاہیے؟ اس کا جواب ہاں میں ہے کہ واقعی ہمیں یہ امداد چاہیے۔ کس صورت میں؟ اپنے ملک کی ترقی کے لیے، اپنے IDPs کے لیے، وزیرستان، مالاکنڈ، سوات، کوئٹہ، بلوچستان، آپ کی سڑکیں نہیں ہیں، تعلیم نہیں ہے۔ آپ نے رمضان المبارک کا مہینہ دیکھا، میں اس میں حکومت کی کوئی غلطی نہیں کہتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ جو صورت حال ہمارے لیے پیدا ہوئی، تیس پینتیس لاکھ لوگ گھر سے بے گھر ہو گئے، ان کو سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ویسے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا رکھنا چاہیے اگر ہم یہ امداد نہیں لیتے تو اس صورت میں ہماری کیا صورت حال ہو گی؟ کیا strategy ہو گی؟ کیا policy ہو گی؟ ہم کیسے آگے ترقی کر سکیں گے؟ جناب والا! ایک طرف تو ہم یوں کہتے ہیں کہ عورتیں آٹا لیتے ہوئے مر گئیں، چینی کے پیچھے لوگ پھر رہے ہیں، لوگ اپنے بچے فروخت کر رہے ہیں۔ اس کا پھر کوئی حل تو گا؟ یا تو ہم اور IMF کے قرضوں کے بوجھ تلے دبتے چلے جائیں یا ملک کے اندر کوئی ایسی policy آ جائے کہ جو راتوں رات ہمیں ایسی طاقت بنا دے کہ کہیں ہمیں ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہ رہے، مگر اس کے لیے بھی ہمیں وقت کا انتظار ہو گا۔ ہمیں تمام لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا، consensus پیدا کرنا ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب بھی امریکہ کی امداد آتی ہے تو ضرور اس کو اس ملک سے کوئی کام لینا ہوتا ہے۔ وہ ہمیں خوشی میں امداد نہیں دیتا۔ وہ اس ملک سے اپنے کام ضرور لیتا ہے اور اس کے بدلے میں وہ امداد دیتا ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر آپ کے سامنے تھوڑا سا تقابلی جائزہ پیش کروں گی۔امریکہ نے 1954 میں 2.5 billion US$ امداد India کو دی، 700 billion US$ معاشی امداد کے طور پر دی اور ہمیں from 1965 to 1971 suspend رکھا، یہ وہ دور تھا جب بھارت نے ہمارے اوپر attack کیا مگر اس کا جواب ہماری بہادر پاک

فوج نے بڑی ہمت، بڑی جواں‌مردی سے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب کی۔ یہ وقت بہت crisis کا تھا۔ ایسے crisis کا وقت جس وقت ہمارے ملک کو کسی بحری بیڑے کا انتظار تھا مگر افسوس کہ وہ بحری بیڑہ نہیں آیا۔ اگر ہم یہ سوچ لیں کہ واقعی یہ سب کچھ ہمیں اپنے زور بازو پر کرنا ہے، جب 1947 میں پاکستان بنا تو کوئی bill نہیں آیا تھا، یہ ان تمام لوگوں کی محبت تھی، جذبہ حب الوطنی تھا، ٹرینوں کی ٹرینیں خون سے بھری ہوئی آئی تھیں۔ انہوں نے قربانیاں دیں اور پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھر کر آیا۔ کیا اس پاکستان کو بچانے کے لیے ہم اپنی سالمیت کو داؤ پر لگائیں گے؟ نہیں میرے خیال میں ایسا کوئی بھی نہیں سوچتا، نہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگ نہ اس ایوان سے باہر بیٹھے ہوئے لوگ۔ جناب والا! اگر آج اس bill کی طرف توجہ دلائی ہے تو اسی عوام نے دلائی ہے، اسی میڈیا نے دلائی ہے، انہی لوگوں نے دلائی ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کو ایوان میں لا کر حکومت نے ایسا فرض ادا کیا ہے جو کہ جمہوریت کی روح ہے۔ اگر ہم اس پالیسی میں کوئی change لانا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک consensus ضرور develop کرنا چاہیے۔

جناب والا! پاکستان نے جو دو جنگیں لڑیں ان جنگوں میں پاکستان کو تو کچھ بھی نہیں ملا مگر انڈیا کو امداد کی صورت میں بہت کچھ ملا۔ امریکہ کو پاکستان کی اس لیے ضرورت تھی کہ وہ Russian Block کو توڑنا چاہتا تھا اور وہ اس مقصد میں کامیاب رہا۔ ہمارے جو جہادی تھے وہ terrorists ہو گئے کیونکہ اب ان کا مقصد ختم ہو گیا، اب ان جہادیوں کو ہم کوئی بھی نام دے سکتے ہیں۔ جناب والا! دوسری صورت یہ ہے کہ اگر ہم اس bill کو accept کرتے ہیں تو اس کے لیے کچھ چیزیں ایسی ہیں جن پر ہمیں وہاں پر negotiations کرنی ہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ صاحب میڈیا کی رپورٹوں کے مطابق بیرون ملک تشریف لے جا چکے ہیں۔ اب یہ مجھے نہیں معلوم کہ اس میں کس حد تک changes ہوتی ہیں اور پالیسی کا کیا طریقہ کار ہے؟ مگر میں اس میں تھوڑی سی چیزیں ضرور discuss کروں گی۔ سب سے بڑی بات کہ ہم nuclear power ہیں۔ جناب والا! یہ وہ طاقت ہے جیسے ہم بچپن میں حاتم طائی کی کہانی پڑھتے تھے کہ جن کی طاقت ایک طوطے میں ہوتی تھی اور وہ کہتا تھا کہ جب تک اس طوطے کی گردن نہیں مروڑو گے اس وقت تک یہ جن تم پر حاوی رہے گا۔ ہماری طاقت اللہ کے بعد اسی nuclear power میں ہے۔ یہ اسلامی بم ہمارے جتنے بھی صدور اور وزرائےاعظم آئے انہوں نے اپنی کوششوں سے اس پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جب چاغی میں اس کا blast کیا گیا اس وقت میاں نواز شریف صاحب کی حکومت تھی۔ آپ نے دیکھا کہ اس کے بعد ان کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ دس سال ملک سے در بدر رہے اور اس عرصے کے دوران وہ پاکستان سے کٹ کر رہ گئے۔ ان کو چاغی میں اسلامی ایٹم بم کا دھماکا کرنے کی یہ سزا دی گئی۔ اگر آج ہم اپنی طاقت show کرتے ہیں تو ہم اس position میں نہیں ہیں مگر ہم اس position میں ضرور ہیں کہ ہم ان سے برابری کی سطح پر ضرور بات کر سکتے ہیں کہ آپ انڈیا کو منع کریں کہ وہ پاکستان میں مداخلت نہ کرے۔ افغانستان کے ذریعے بلوچستان کے حالات خراب نہ کرے۔ ہمارے ہاں تنظیمیں جیسے ہم کہہ رہے ہیں کوئٹہ یا مریدکے تو ان کی funding کون کر رہا ہے؟ ہمارے پاس تو ایک کلاشنکوف لینے کے پیسے نہیں

ہوتے ہم تین مرتبہ سوچتے ہیں کہ یہ زیادہ مہنگی ہے، ہمیں کوئی کم قیمت کی دیکھنی چاہیے۔ باہر سے ان کی ضرور اتنی بڑی funding ہو رہی ہے، انڈیا کر رہا ہے، افغانستان کر رہا ہے یا افغانستان کے اندر بیٹھی ہوئی اور قوتیں کر رہی ہیں۔ کوئی نہ کوئی طاقت ایسی ہے جو ان لوگوں کو support کر رہی ہے۔

میرے خیال میں اس وقت پاکستان کی بقا کے لیے ہمارا پورا focus ہونا چاہیے۔ اگر آج پاکستان کی بقا ہے، پاکستان ہے تو ہم سب اس کے ساتھ ہیں، ہماری بقا ہے، ہم پاکستان کے نام کی وجہ سے یہاں پر زندہ و سلامت ہیں۔ اگر آج میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر بات کر رہی ہوں تو اسی پاکستان کی وجہ سے کر رہی ہوں۔ یہ نام یہ عزت جو آپ کو اور مجھے ملا وہ اسی ملک کی وجہ سے ملا ہے۔ سب سے پہلے اس کی سالمیت ہے، اگر اس کی سالمیت کہیں پر challenge ہو جاتی ہے یا اس کی سالمیت کو کوئی خطرہ ہے تو پھر جتنی بھی aid or trade آئے وہ بے فائدہ ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ اس پالیسی پر بات کرنا ہو گی۔ Government to governmentآپ کو جو امداد دینی ہے آپ through NGOs نہیں بلکہ government to government دیں۔ آپ نے ہمارے nuclear assets تک جانے کے لیے جو پالیسی بنائی ہے وہ فوج کا کام ہے اور پاکستانی فوج کی مرضی کے بغیر nuclear programme تک آپ کی access نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! 1998 میں پاکستان نے جب ایٹمی دھماکے کیے تو اس کے بعد یہ امداد رک گئی ورنہ اس سے پہلے ہمیں کسی نہ کسی bill کی صورت میں یہ امداد مل رہی تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنے ملک کی سالمیت کو داؤ پر نہیں لگانا چاہیے۔ آج یہاں پر کوئی dictatorship نہیں ہے جمہوری حکومت ہے، جمہوری فیصلے ہیں جو ایوان صدر میں نہیں بلکہ پارلیمنٹ میں ہو رہے ہیں۔پھر یہ فیصلے وہاں بیٹھی ہوئی پارلیمنٹ بھی ضرور مانے۔ اگر یہاں سے ایک pressure develop ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپوزیشن بول رہی ہے یا فلاں بول رہا ہے یا میں ادھر favour میں بولوں کہ جی بہت اچھا کر رہے ہیں، امداد دے رہے ہیں۔ ملنی چاہیے ہمیں امداد ۔ ڈیڑھ ارب نہیں بلکہ تین ارب ملنی چاہیے۔ پچاس ارب تو آپ ان کے جہاز ، ان کے اخراجات، ان کے کرائے، ان کی رہائش اور ا ن کی گاڑیوں کا لگا لیں تو ہمیں تو صرف ایک ارب جا کر کہیں ملے گا۔ وہ بھی مجھے نہیں پتا کہ کس صورت میں، کیسے اور کس طریقے سے۔ وہ بھی ہمیں ان کو show کرنا ہو گا کہ ہم نے کیا کرنا ہے، کیا دینا ہے، کیا بنانا ہے۔ اس میں ہماری تجاویز یہ ہونی چاہییں کہ آئندہ لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔ بیشتر اس سے کہ اوباما اس پر اپنے دستخط کر دے اور وہ ایک بل کی صورت بن جائے۔ اس سے پہلے ہمیں ان کو کچھ تجاویز دینی چاہییں۔ اس میں سے غلط شقیں نکال دینی چاہییں۔ اگر ان کو totally نہیں نکال سکتے تو اس میں کچھ compromise قسم کی پوزیشن ہونی چاہیے تاکہ ہمارے ملک کے دفاع کو خطرہ نہ ہو۔

جناب ! اگر کوئی قوت ہماری ملٹری اور ہماری ایجنسیوں کے خلاف استعمال ہو تو یہ درست نہیں ہے۔ وہ ہماری ایجنسیوں کے خلاف نہیں ہونی چاہیے۔ ہماری فوج، ہماری آئی ایس آئی اس قوم کے وہ سپوت ہیں جنہوں نے ہر حال میں اس ملک کو، خدا کے بعد، سنبھالا ہوا ہے۔ امداد through NGOs نہیں ہونی چاہیے

بلکہ government to government ہونی چاہیے۔ حکومت کے وہ لوگ جو ان عہدوں پر بیٹھے ہیں وہ اس deal میں شامل ہوں اور وہ امداد ان کے through پورے علاقوں میں جائے۔ ہماری طرف سے بھی ان کو ایک threat جانا چاہیے کہ آپ نے جو افغانستان میں بیٹھ کر انڈیا کے کونسل خانے کھولے ہوئے ہیں، آپ نےبلوچستان میں لوگ بھیجے ہوئے ہیں اور بلوچستان کو آپ disturb کر کے پورے پاکستان کو disturb کر رہے ہیں تو آپ بھی کم از کم یہ کارروائیاں وہاں پر فوری طور پر بند کروائیں۔

جناب! اگر ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر صرف ایک چیز کو لے لیں کہ ہمیں یہ چیز تو ماننا پڑے گی اور یہ قرآن میں ہے کہ یہود و نصاریٰ کبھی آپ کے دوست نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے یہ چیز پڑھی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: Conclude کر لیجئے please -

سینیٹر کلثوم پروین: جی جناب۔ Sir آپ نے دیکھا کہ جب زلزلہ آیا NWFP میں تو کیا خدا کی مدد نہیں تھی؟ کیسے لوگوں نے لوگوں کو بچانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کتنا پیسا دیا، کتنی امداد دی، کتنی labour دی۔ ابھی بھی ہم آپس میں اتحاد، تنظیم قائم کر لیں اور united ہو جائیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ پاکستان زندہ اور سلامت رہے گا ۔ یہ پاکستان اللہ نے بنایا ہے۔ یہ معجزہ کے طور پر بنا ہے۔ یہ پاکستان قائم رہے گا، اور سلامت رہے گا۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت صفحہ ء ہستی سے مٹا نہیں سکتی۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ صابر بلوچ صاحب۔

Senator Sabir Ali Baloch: Mr. Chairman! before I speak on merit or demerit of the Kerry-Lugar Bill, I wish to remind this august House that Prime Minister of Britain Sir Winston Churchill had said that war is too serious a business which cannot be left to the generals alone.

اور اسی regard میں ، جناب چیئرمین ، میں یہ عرض کروں کہ not only war بلکہ diplomacy بھی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کو جنرل یا individual or diplomats پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تمام civilized ملکوں میں sovereign states کی کامیابی ان کی foreign policy پر depend کرتی ہے۔ Bilateral relations کی بنیاد ہر ملک کی Geo-political and its economic conditions پر depend کرتی ہے۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ میں right from 1947 uptil today شہید ذوالفقار علی بھٹو کا زمانہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ پاکستان کو بھٹو جیسا لیڈر ملا۔ وہ ایک ایسے مدبر تھے، وہ ایک ایسے سیاسی استاد تھے، وہ foreign policy کے ایک expert تھے کہ جب ان کو اقتدار ملا تو اس وقت پاکستان ٹوٹ چکا تھا اور اس چیز کو سب جانتے ہیں کہ روس نے United Nations میں veto کیا تھا اور انہوں نے openly بنگلا دیش اور انڈیا کو support کیا تھا لیکن جب شہید چیئرمین نے اقتدار سنبھالا تو سب سے پہلا دورہ انہوں نے Russia کا کیا۔ The reason was کہ وہ جا کر Russians کو ٹھنڈا کریں اور وہ جو aggressive تھے وہ اس وجہ سے گئے تھے کہ وہ ان کو کہیں کہ جناب اب ہمیں چھوڑیں تاکہ ہم اس پاکستان کو جو ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اس کو پھر سے rebuild کر لیں۔ انہوں نے ان کو cool

down بھی کیا اور ان کے ساتھ پاکستان سٹیل ملز کا معاہدہ بھی کر کے آئے۔ اس طرح وہ کچھ لے کر پاکستان لوٹے۔

جناب والا! میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں بنیادی صورت میں وہ یہ ہے کہ کیری لوگر بل کو تھوڑا بہت میں نے بھی study کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو بل سینیٹ نے پاس کیا ہے اور جو کانگرس میں گیا ہے ، تو جو conditions کانگرس نے لگائی تھیں وہ conditions انہوں نے پاکستان پر نہیں لگائی تھیں بلکہ United States پر لگائی تھیں اور United States پر اس بات پر لگائی تھیں کہ آپ democracy کو destabilize نہیں کریں گے، آپ nuclear proliferation میں شامل نہیں ہوں گے۔ آپ militancy کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے، آپ فوجی مقاصد کے لیے ان پیسو ں کو استعمال نہیں کریں گے۔ بات یہ ہے کیا یہ سب چیزیں ابھی نہیں ہو رہیں ؟ کہنے کا مطلب یہ ہے ، میں زیادہ وقت نہیں لوں گا لیکن یہ بات ضرور کہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے لیڈر صاحبان بھی سوچیں اور اچھی suggestions دیں۔ فرض کریں اگر ان کو یہ بل پسند نہیں ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اس پر reservations ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر اپنی reservations اس کو بتائیں، اپنی suggestions دے دیں اور اگر وہ اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ جاکر پاکستان کے لیے aid یا اور کچھ زیادہ لا سکتے ہیں تو وہ بھی foreign ملکوں میں جائیں اور مل کر پاکستان کے مفادات کی جنگ بھی لڑیں۔ جناب والا، یہ تو دونوں ہاتھوں سے تالی بجتی ہے۔ It is not job of the government only, it is also the job of opposition. Sir, 1985 میں محترمہ شہید بھٹو صاحبہ نے فرمایا تھا ، انہوں نے Americans کو کہا تھا کہ پاکستان کے عوام کے ذہنوں میں امریکہ کے خلاف کیوں خدشات ہیں اور ان میں امریکہ کے خلاف disliking کے جذبات کیوں ہیں۔ وہ صرف اس بات پر کہ Americans نے ہمیشہ پاکستان کو military aid تو دی لیکن پاکستان کے سوشل سیکٹر میں انہوں نے کبھی کام نہیں کیا۔ پاکستان کے غریب عوام کے standard کو بلند کرنے کے لیے ، یہاں کی ایجوکیشن کو، health care کو، poverty کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے کبھی ایسا کوئی اقدام نہیں اٹھایا کہ جس کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں خدشات پیدا ہو گئے تھے۔ اب پہلی دفعہ یہ اتنا پیسا United States دے رہا ہے تو کیوں اس کی مخالفت ہو رہی ہے، just for the sake of opposition اس کو ٹھکرا رہے ہیں کہ ان کی reservations ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس بل میں I don't find anything. جو کچھ کہا گیا ہے، جو کچھ انہوں نے شرطیں لگائی ہیں وہ تو سب کی سب یہاں پر ہو رہی ہیں۔ اب بنیادی بات یہ ہے جناب کہ یہ غیرت کی بات کرتے ہیں، حمیت کی بات کرتے ہیں، جرأت کی بات کرتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ یہ غیرت اور حمیت تو مختلف ملکوں کی اپنی ایک پالیسی ہوتی ہے۔

جب ذوالفقار علی بھٹو شہید کو ضیاالحق نے جیل میں ڈالا تھا تو اس زمانے میں بھی بھٹو شہید نے جیل کے اندر سے ضیاالحق کو پیغام بھیجا تھا کہ آپ Russia کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ اس کے بڑے غلط repercussion نکلیں گے۔ آپ کا ملک تباہی کی طرف جائے گا۔ اس زمانے میں جنرل صاحب نے اپنی طاقت کے نشے میں اس کو پیغام بھیجا کہ اس کا دماغ اب بھی ٹھیک نہیں ہوا

ہے-جیل میں بھی ہے اور اب بھی وہاں سے suggestions بھیجتا ہے۔ بات یہ ہے
بھٹو صاحب ایک بڑے لیڈر تھے، far sighted تھے انہیں پتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔
آج بھی اس ملک میں کون ہے جو پاکستان کے مفادات کو نہیں چاہتا۔ جناب والا!
میں اس بل کی fully support کرتا ہوں اور میں آپ کے توسط یہ کہوں گا کہ پہلی
دفعہ پاکستان کے social sector کے لیے پیسا دیا جا رہا ہے کہ عوام کے لیے بھی
کچھ کیا جائے۔ کیا پہلے military aid نہیں دی گئی؟ جنرل ضیا کے زمانے میں
military aid دی گئی، جنرل مشرف کے زمانے میں military aid دی گئی۔ اب پہلی
دفعہ اگر عوام کی relief کے لیے اور اس کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے جب
کچھ پیسے آ رہے ہیں تو اس پر بڑی نکتہ چینی ہو رہی ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے
اور وہ نہیں ہونا چاہیے - Thank you sir.

جناب چئیرمین: جناب طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: Thank you Mr. Chairman. تقاریر سن کر
ایسے لگتا ہے کہ یہ Bill امدادی کم ہے اور سیاسی زیادہ بن گیا ہے اور like a
magician جس کےدو ہاتھ ہوتے ہیں ایک ہاتھ سے وہ کچھ آپ کو دکھاتا اور
دوسرے ہاتھ سے وہ چھپا لیتا ہے۔اب اس بل میں مداری نے جو کام کیا ہے کہ
ہمیں جو وہ 1.5 billion aid کی ایک طرف بات کرتے ہیں اور دوسری طرف اس
aid پر جو conditions لگائی گئی ہیں وہ نہیں دکھارہے ان کو چھپا رہے ہیں but
anyway آپ دیکھیں آپ کے last year on 15th July, this Bill was introduced in the
US اور یہ بھی سچ ہے کہ یہ US Bill ہے ہمارا نہیں ہے اور اس پر ہماری
approach limited ہونی چاہیے but nevertheless, آج جو debate ہو رہی ہے کیا ہی
اچھا ہوتا کہ یہ ایک سال پہلے ہوتی تاکہ ہمیں کھل کر بات کرنے کا موقع ملتا اور
اس پر ہم affect بھی کر سکتے۔ جناب چئیرمین! سیدھا سا سوال ہے کہ کیا ہمیں
امداد کی ضرورت ہے؟

Do we need any support? Do we need any help? Do we need any aid? Answer is simple, “yes”.

لیکن اس کے ساتھ جن conditions پر ہمیں aid ملنی ہے، when we look at the
conditions then, we have to say that not under these conditions. There are
always limits and we have to say to our friends کہ دس سال OK. but no further
اس کے بعد then, of course, we need to talk to them, we need to consult with
them. افسوس کی بات یہ ہے کہ جو لوگ ہماری help کے لیے those who are
sitting in Washington جنہیں چاہیے تھا کہ اس کو monitor کرتے ، ہمیں بتاتے
،ہمارے سیاسی رہنماؤں کو بتاتے۔ یہاں پر ہمارے منتخب parliamentarians
should have known. Those who should have had a say in this, they were never
consulted. اور ایسے لگتا ہے کہ this fiasco that we are facing today, it has been
caused by the mismanagement. اور وہاں جس طریقے سے انہوں نے اس مسئلے
کو handle کیا ہے اس کی وجہ سے یہ سارے problems ہمیں آ رہے ہیں۔

جناب والا! وہاں پر ہمارے جو lobbyists بیٹھے ہیں it seems that their
interests and concerns were for others نہ کہ ہمارے لیے،

unfortunately, it is difficult to imagine that were they acting for us, for the state of Pakistan, or were they acting for the state department of the United States? Millions of dollars were spent for lobbying in the Capitol Hill, United States

لیکن unfortunately in this Bill a few words like for example, if any, is found, یہ دو یا ایک لفظ add بھی کر دیا جاتا تو میرا خیال ہےاس Bill کا سارا مفہوم change ہو جاتا۔ یہاں پر انہوں نے ہمیں guilty قرار دے دیا ہے اور اس میں اگر آپ دیکھیں جیسا کہ آپ کو میرے سے پہلے بتایا گیا کہ جہاں پر انہوں نے ہمیں condemn کیا ہے، انہوں نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں and these words are that Pakistan has to disrupt, dismantle, eliminate, close, cease, prevent یہ وہ الفاظ ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ آپ guilty ہیں till you prove yourself innocent. تو اس لحاظ سے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے لوگ جو واشنگٹن میں بیٹھے ہوئے ہیں did they actually act in our best interest or were they acting in somebody else's interest.

جناب چئیرمین! میرے پاس ایک paper ہے United States میں جو Indian lobby ہے یہ انہوں نے وہاں پر circulate کیا اور اس Bill پر انہوں نے بڑے پیارے طریقے سے اپنے Congressmen کو انہوں نے کہا کہ write to your members اور ایک خط کا پورا text بنا کر انہوں نے بھیجا اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس Bill میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں،(میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا) but I can assure you that the words that have been used in this text of the letter جو انہوں نے سب کو بھیجا ، وہ word by word اس Bill میں استعمال کیے گئے ہیں اور ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے وہاں جو اپنے بندے بھیجے ہوئے ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں and my particular reference is to our dear Ambassador اور ان کی کتاب اگر آپ دیکھیں and I will again say میرے سات سو روپے آنریبل سینیٹر جناب اسحاق ڈار صاحب نے خرچ کروا دیے ہیں کیونکہ انہوں نے ساری کتاب پڑھ دی ہے تو میں ان سے سات سو روپے واپس لوں گا بہرحال اس کتاب کا ایک sentence جویہ ہے from mosque to military that says, it all. It says, US, یہ ان کی کتاب کا last but one paragraph of his book, US must, underline the word must, lever the aid to Pakistan to influence its domestic policy. This is the mindset of our Ambassador in the United States sir. And right through his book, you can read through it

یعنی اگر آپ کو کہا جائے کہ copy, cut and paste تو وہ سارے کا سارا اس Bill میں آپ کو نظر آتا ہے۔ و ہاں پر جو language ہے، ہمیں کہا جاتا ہے کہ انگریزی پاکستانیوں کو سمجھ نہیں آتی۔ Sir, we may not understand English language but we do understand the language of patriotism. We do understand what is in Pakistan's interest. We do understand what is good for Pakistan. اب ہمارے سفیر صاحب کے علاوہ جو ہمارے وہاں پر lobbyist بیٹھے ہوئے ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگرچہ وہاں پر lobbyist کو بھی change کر دیا گیا ہے and now we are again spending more money to do this lobbying. اب جو ہمارے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی صاحب وہاں پر گئے ہیں ان کی وجہ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہماری جو reservations ہیں they are not only confined to this side of

particularly, دوسری طرف سے بھی بڑی اچھی تقاریر کی گئی ہیں the House
رضا ربانی صاحب کو میں مبارکباد دیتا ہوں on his excellent speech and which
is a difficult act to followلیکن جیسی reservations ہیں، ابھی میں ٹیلی ویژن پر
دیکھ رہا تھا صدر زرداری صاحب نے بھی reservations show کی ہیں and he has
accepted کہ یہاں پر لوگوں کے خدشات ہیں اور اسی وجہ سے شاہ محمود قریشی
صاحب گئے ہیں۔اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ان کو اتنی hurriedly بلایا نہ جاتا اور ان
کو واپس نہ بھیجا جاتا۔

جناب والا! اب آپ دیکھیں کہ پیسے کی بات ہو رہی ہے 1.5 billion
dollars کی بات ہو رہی ہے اس میں actually جو ہمیں آئے گا وہ ساڑھے سات بلین
ہے اور اس میں بھی جیسا کہ ہمارا پچھلا تجربہ ہمیں بتاتا ہے for every dollar
that is spent in Pakistan, we actually end up getting only 40 to 50 per cent. باقی
تو consultancy میں admin expenses and travel expenses میں چلا جاتا ہے تو for a
pittance of this sum جس کے مقابلے میں جناب چئیرمین! میں آپ کو بتاتا چلوں
کہ امریکہ کی جو اپنی figures ہیں this year alone in Afghanistan انہوں نے 173
billion dollars خرچ کیے ہیں۔عراق میں انہوں نے a great sum of 657 billion
dollars خرچ کیے ہیں اور ابھی تک عراق اور افغانستان میں انہوں نے 2172
billon dollars خرچ کیے ہیں۔ اس کے against آپ دیکھیں کہ 1.5 billion dollars
کہاں بیٹھتا ہے this is a sum which is a pittance, peanut ہے اور یہاں پر امریکہ
کی Embassy نے ایک circular issue کیا ہے اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ 2009
میں ابھی انہوں نے 920 million dollars پاکستان میں امداد کی مد میں دیے ہیں تو
اگر وہ 920 million ڈالرز یہاں دے رہےہیں تو why are we so concerned about a
pittance of 750 million کی خاطر we are prepared to go for this and accept these
conditions.

جناب چئیرمین! یہاں پر ابھی کہا گیا ہے کہ شاید ان conditions کو
سمجھنے میں ہم قاصر رہے ہیں، ایسی بات نہیں ہے a lot of people have gone
through it thoroughly and they have observed کہ ہماری امداد میں جو لفظ
استعمال کیا گیا ہے وہ آپ note کریں، it is up to استعمال کیا گیا ہے up to 1.5
billion dollars, it means, it is not even at least, 1.5 billion یعنی کہ وہ اس سے
کم بھی خرچ کریں گے اس سے زیادہ خرچ نہیں کریں گے۔ اب بدقسمتی سے ہماری
planning کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے بجٹ کی revenue sideپر جو ہم نے Friends of
Pakistan, IDP کےحوالے سے جو ہم نے پیسا رکھا تھا وہ ہمیں نہیں ملا despite
the fact that we have travelled all around the world starting from New York,
Dubai, استنبول، ٹوکیو and back in New York, we have not been able to get any
money from Friends of Pakistan الٹا یہ ہوا کہ ہمارے جو پرانے tried and tested
دوست تھے ان کو ہم نے گنوایا اور جو ہمارے نئے دوست ہیں ان سے بھی ہمیں
کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اس کی وجہ سے we are having a problem. جیسے شوکت
ترین صاحب نے کل کہا ہے کہ ہمیں اگر یہ 1.5 billion aid نہیں ملتی we will be
in a dire state and that is the problem کہ ہمیں پیسے کی وجہ سے we have been
forced to look at these conditions. اگرآپ یہ بھی نوٹ کریں کہ this is not

inflation linked یہ جو سارا پیسا ہے، ہمیں جو دے رہے ہیں ،دس سال کے بعد جناب والا! آپ دیکھیں گے کہ average جو ہماری 15 % سے 20% inflation ہے اگر اس کو آپ مدنظر رکھیں تو in just four years time ہمیں 3.1 billion ہر سال چاہیے ہوں گے- 1.5 billion کی بجائے صرف چار سال میں 3.1 billion چاہیے ہو گا to keep parity with today's' prices جو یہ چیزیں یہاں پر خرچ کر رہے ہیں انہی چیزوں کو لینے کے لیے لوگوں کو تنخواہیں دینے کے لیے ہمیں 3.1 چاہیے اور آٹھ سال میں تو double چاہیے ہو گا - ابھی ہم نے دیکھا کہ treasury benches میں بھی اس بارے میں تحفظات پائے جاتے ہیں - میری ایک تجویز یہ ہو گی کہ یہاں سے سینیٹ کے floor سے there should be a clear cut message کہ تحفظات ہیں ، شاید emphasis میں difference ہو لیکن nevertheless there are differences اور کیا ہی اچھا ہو کہ شاہ محمود قریشی صاحب جو وہاں پر گئے ہیں we strengthen his hand by sending out a resolution from this House, a joint resolution, an agreed resolution saying that yes, we need help, we need support but not under these conditions اور جو conditions ہیں اس میں جو ہمارے سب کے تحفظات ہیں اس کو اجاگر کریں تاکہ وہاں پر جو ہمارے وزیر خارجہ گئے ہوئے ہیں ان کا ہاتھ strengthen ہو اور ان کو بھی ایک message جائے because it is a Senate sponsored Bill اور Senate of Pakistan کی طرف سے elected representatives of Senate of Pakistan have signed this کہ ہمارے کچھ تحفظات ہیں and kindly look into this. And this must be done before 15^{th} and 15^{th} is the last day اور میں درخواست کروں گا کہ both Houses must join hands اور ہماری آپس میں کوئی understanding ہو سکتی ہے تو ایک joint resolution یہاں سے جانا چاہیے so that it can affect what is being decided in United States. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ جناب طارق عظیم صاحب۔ جی نوابزادہ میر حاجی لشکری صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے - میں کوشش کروں گا کہ میں مختصر بات کروں - آج صبح میں اپنے بلوچستان ہاؤس کے کمرے میں اخبار پڑھ رہا تھا تو جب میرے پاس بیرا آیا اس نے کہا کہ حاجی صاحب کیا پڑھ رہے ہیں ؟ میں نے کہا کہ ذرا اخبار دیکھ رہا ہوں - اس نے کہا کہ کیری لوگر بل کے بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں۔ میں نے کہا دیکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ اس کی حمایت میں بات کریں۔ میں نے کہا اچھا۔ اس نے کہا یہ بہترین بل ہے - حاجی صاحب آپ اپنی تقریر میں کہیں کہ کیری لوگر بل اتنا اچھا بل ہے ، یہ ٹیلیفون کے بل سے بھی اچھا ہے ، یہ گیس کے بل سے بھی اچھا ہے ، یہ موبائل کے بل سے بھی اچھا ہے - میں نے کہا کہ میں ضرور کہہ دوں گا۔

یہاں حزب اختلاف اور Treasury Benches دونوں اطراف سے اس بل کے merits and demerits پر باتیں ہوئیں - یہاں حزب اختلاف کے بڑے پڑھے لکھے سینیٹر صاحبان نے بڑی بہترین اس پر تنقید کی ، میاں رضا ربانی صاحب نے بھی اس پر بات کی - میں technically تو اس بل کو نہیں سمجھ سکا مگر میں اس کے

ایک پہلو پر بات کروں گا کہ جس کو خود احتسابی پہلو کہتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! جب بھی خطے میں جمہوری حکومت کو ختم کیا جاتا ہے اور آمریت آتی ہے اس کے مختلف بہانے بنائے جاتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں اور میری یہ study اور تحقیق ہے کہ جب بھی اس خطے میں جمہوریت کو ختم کیا جاتا ہے تو سامراجی سازش کے تحت اور ایک باقاعدہ ایجنڈہ کے تحت جمہوری حکومت ختم ہوتی ہے ۔

1977 میں ایک سازش کے تحت اس وقت کچھ لوگوں نے جنرل ضیا کے ساتھ مل کر یہاں پر پہلی آئینی، قانونی جمہوری حکومت کو ختم کیا تو پھر اس خطے میں ایک نئی situation کا آغاز ہوا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ new world order کی پہلی phase تھی۔ اس پہلے phase میں اس وقت کی سامراجی قوتوں نے capitalist دنیا نے ، مغربی دنیا نے اربوں بلکہ کھربوں ڈالر خرچ کیے کہ اس سب سے بڑے اسلامی دنیا کے نوجوانوں کو جہادی تنظیموں میں لا کر بھٹی کا ایندھن بنایا گیا اور ان کو یقین تھا کہ اگر یہ نوجوان اپنی اس سوسائٹی میں ، سیاسی عمل میں اپنا کردار ادا کریں گے تو اس ملک میں ایک change آ سکتی ہے اور change کے نتیجے میں پاکستان اس خطے کا سب سے طاقتور ، عظیم اور خودمختار ملک بن سکتا ہے مگر سازش کے تحت جنرلوں کے ساتھ مل کر انہوں نے اس خطے میں instability لائی اور سویت یونین کے خلاف ایک ایسی جنگ کا آغاز کیا جس کو جہاد کے پردے سے ڈھانک لیا گیا ۔ مجھے حقیقتاً حیرانگی ہوتی ہے کہ یہاں ایسے لوگ بھی اس بل پر طنز کرتے ہیں کہ جو پچھلے آمریت کے دور میں ان جنرلوں کے ساتھ مل کر عوامی رائے کو پامال کیا اور ملک کے اندرونی مسائل کو مزید پیچیدہ کیا اور ملک کو برباد کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی تنقید اس بل پر ہوئی اس سے زیادہ تنقید ہم نے اپنے آپ سے کرنی ہے کیوں کہ ہم نے سفید ہاتھی واپڈا کی شکل میں پالا ہے، ہم نے سفید ہاتھی ریلوے کی شکل میں پالا ہے ۔ ہم ایسے بھیانک قسم کے corruptions کرتے ہیں کہ جس کی وجہ سے آج ہم محتاجی کے دروازے پر کھڑے ہیں، غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں ۔ جناب چیئرمین! آج پھر جنرل مشرف کی شکل میں new world order کی second phase کا آغاز ہو گیا ہے اور second phase میں پھر اس سامراجی قوت کو جس نے پاکستان کے ساتھ بار بار بے وفائی کی اور انہوں نے ہمیشہ اپنے مفادات کو سامنے رکھا اور انہوں نے اصولوں کو کبھی بھی نہیں اپنایا اور آج وہ بے وفائی کر کے پھر یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین ! آپ کو یاد ہو گا کہ اس اسلامی دنیا کے سب سے پہلے اور واحد ایٹمی طاقت کو مفلوج رکھنے کے لیے بار بار امریکہ اور اس کے حلیفوں نے کوشش کی ۔ ہم نے جب ان سے امداد مانگی تو انہوں نے کبھی drugs کے حوالے سے ہمارے اوپر پابندیا ں لگائیں۔ جب ان سے امداد مانگی گئی تو انہوں نے child labour کے نام پر ہمیں امداد نہیں دی اور ہمیں مفلوج رکھنے کی کوشش کی گئی ، کبھی terrorism کے نام پر ، کبھی جمہورت نہ ہونے کے نام پر۔ جناب چیئرمین! آج میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود اپنی خود احتسابی کرنی چاہیے ۔ ہم نے سامراجی سرپرستی میں غیرجمہوری حکومتوں کے ساتھ مل کر اس ملک کو instable کیا ہے ۔ ہم نے ان قوتوں کے مفادات کا تحفظ کیا ہے جو قوتیں آج ہمیں اس ملک کو خیرات دینے کے بعد ہمارے اوپر احسانات کرتی ہیں ۔ پہلے اس بات

کے گناہگار ہم ہیں اور ہم ان قوتوں کو موقع دیتے ہیں کہ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں دخل دیں ، ہم نے یہ کہا کہ اندرونی معاملات میں بھی اس بل کے ذریعے دخل ہوا ہے ۔ کیا اندرونی معاملات میں یہ دخل نہیں تھا جب 1999 میں ایک جمہوری حکومت کو ختم کیا گیا۔ اس کے ختم ہونے کے بعد ان کو یہاں ڈٹنا چاہیے تھا اور وہ اس ملک کو چھوڑ کر باہر نہ جاتے ۔ انہیں غیر جمہوری قوت کے خلاف جد و جہد کرنی چاہیے تھی اور دوسری تمام جمہوری قوتوں کے ساتھ مل کر اس کو بحال کروانا چاہیے تھا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم ان سے خیرات مانگتے ہیں ، ہم کہتے ہیں کہ اندرونی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہے ، جب ہم تیس لاکھ افغان مہاجرین کو اقوام متحدہ اور امریکہ اور مغربی سامراجی قوتوں کے کہنے پر ان کو یہاں لا کر بیٹھایا آج ہم اس بات پر اعتراض کرتے ہیں ، ہمیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے، ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا ہو گا کہ کیا اس خطے کے اندر باعزت زندگی گزارنے کے لیے ہمیں corruption ختم نہیں کرنی ہو گی۔ کیا ہمیں اس ملک میں سر بلند کر کے زندگی گزارنے کے لیے اپنے اندرونی معاملات کو ٹھیک نہیں کرنا ہو گا؟ جناب چیئرمین! یقیناً مجھے اس بات پر حیرانگی ہوتی ہے کہ ہم بات بات پر تنقید تو کرتے ہیں لیکن آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں نے آج یہ طے کرنا ہوگا کہ کیا ہم نے آئے دن ایسے بل پر مذاکرات کر کے خیرات کے لیے ہاتھ پھیلانا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے کیا ہم نے اس بات کے لیے جد و جہد نہیں کرنی ہے کہ لینے والا ہاتھ بننے کی بجائے دینے والا ہاتھ بنیں لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنقید اس لیے کی جاتی ہے کہ کل کے اخبارات اور ٹیلی ویژن میں خبر لگے ۔ یقیناً جو بات ہم آج کریں گے کل خبر بنے گی، پرسوں وہ تاریخ بنے گی اور تاریخ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصے سے لوگ عبرت حاصل کرسکیں گے اور دوسرا حصہ ہماری رہنمائی کا باعث بنے گا آج اگر ہم جو بات کرتے ہیں وہ کل ہماری رہنمائی کا باعث بنے ، عبرت نہ بنے ۔ جس طرح آج ہم تمام دنیا میں رسوا ہو کر بیٹھے ہیں ۔ ہر دن ، ہر رات ہم کوششوں میں لگے رہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں سے ہمیں خیرات ملے ۔ اس لیے خود احتسابی ہمارا آج اولین فرض ہے   کہ ہم اس ملک کے تمام لوگ ، عام آدمی سے لے کر اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا حق بنتا ہے کہ ہم نے اپنی خود احتسابی کی طرف توجہ دینی ہے اور اس ملک کو بحران سے نکال کر اس خطے کو خوشحال اور خود مختار بنانا ہے۔شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Senator Hamayun Khan.

سینیٹر انجینئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا اس موضوع پر بات کرنے کا۔ زیر بحث موضوع ہے کہ کیری لوگر بل جوکہ امریکی ایوان نمائندگان اور سینیٹ میں پاس ہو چکا ہے اور اس وقت دستخط کرنے کے لئے صدر اوباما کے table پر پڑا ہوا ہے۔ جناب! یہ Bill متنازعہ ہو چکا ہے۔ اس کے خلاف پاکستانی فوج کے بھی reservations ہیں، اپوزیشن کے بھی reservations ہیں اور عوام کےبھی reservations ہیں۔ ان conditionalities کے ساتھ جو اس میں ہے پاکستانی عوام کو acceptable نہیں ہے۔

اس میں جو شقیں ہیں۔ مثال کے طور پر جیسے آرمی کے پروموشن اور پوسٹنگ۔ کیونکہ وہ آرمی کا ایک professional معاملہ ہے جوکہ professionalism پر base کرکے پوسٹنگ اور پروموشن ہونی چاہیے۔ اس میں کسی سویلین ادارے کا یا کسی اور کا کوئی کام نہیں ہے۔ جناب! دوسری اس میں جو condition ہے وہ ان کو رسائی ہوگی ہمارے نیوکلیئر پروگرام کے معاملے میں، جس کو question کرنا چاہیے، interrogation کرنا چاہیے including Dr. Abdul Qadeer. ڈاکٹر عبدالقدیر ہمارے قومی ہیرو رہے ہیں اور قومی ہیرو کو ہم کسی کے حوالے نہیں کر سکتے یا کسی اور ملک کو اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ ان سے question کریں یا interrogation کریں۔ ابھی حال ہی میں انہوں نے شکایت بھی کی ہے کہ ان کے ساتھ والا گھر کسی باہر والی کمپنی کو شاید بلیک واٹر کو دیا گیا ہے ان پر نگرانی کرنے کے لئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا کچھ کیا گیا ہے تو یہ چیز ختم کر دینی چاہیے اور ان پر نگرانی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر نگرانی کرنی ہو تو ہمارے اپنے ادارے کریں۔

اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ دہشت گردی کے زمرے میں وہ مریدکے اور کوئٹہ پر بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی کارکردگی ان سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اگر آپ مالاکنڈ یا سوات کا اپریشن اٹھاکر دیکھ لیں۔ انہوں نے افغانستان میں کیا ہے اس کے بہ نسبت ہماری بہت زیادہ اچھی performance ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے یہاں پر اس ملک میں جو کچھ بھی ہونا ہے، چاہے دہشت گردی کے حوالے سے ہے یا کسی اور حوالے سے ہے ہمیں کسی اور کو اجازت نہیں دینی چاہیے کہ یہاں پر وہ کریں۔ کوئٹہ یا مریدکے میں اگر کوئی دہشت گرد ہے یا کسی بھی جگہ پر ہے تو وہ ہماری فوج، intelligence agencies یا ہمارے law enforcing agencies خود کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہاں پر امریکیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ صرف افغانستان کو سنبھال لیں تو یہ بہت بڑی بات ہے ان کے لئے۔

اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان آرمی سویلین حکومت کے معاملات میں مداخلت نہ کرے اور جمہوریت میں خلل نہ ڈالے۔ اس کو بھی ہم accept کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اس کے لئے ہمیں باہر کے لوگوں کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے Chief negotiator جو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سفیر حسین حقانی صاحب جو امریکہ میں ہیں نے اس کو negotiate کیا ہے اور غالباً شاید انہوں نے جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کو مستحکم کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ جمہوریت کو مستحکم کرنا ہے تو ہم نے اپنے گریبان میں دیکھنا ہوگا اور ہمیں اپنے معاملات ٹھیک کرنے ہوں گے۔ ہمارے ہاں جمہوریت چار دفعہ مار دی گئی ہے اور جیساکہ یہاں پر innocent mortality rate بہت high ہے اسی طرح جمہوریت کا بھی innocent mortality rate بہت high ہے۔ یہ بچہ ہم سے چار دفعہ مر گیا ہے۔ یہ جمہوریت ایک بچہ ہے اور قوم اس کی ماں ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ ابھی تک اس ماں کو اس بچے کی پرورش کرنا نہیں آئی ہے۔ اسی وجہ سے چار دفعہ یہ بچہ ان سے مر گیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچواں بچہ بھی ہمیں دیا ہے۔ اگر ہم نے جمہوریت کے بچے کو پھلتا پھولتا اور جوان ہونا دیکھنا ہے تو ہمیں

اپنے گریبان میں دیکھنا ہوگا اور اپنے معاملات ٹھیک کرنے ہوں اور اس بچے کی پرورش کرنا سیکھنی ہوگی۔ Foreign donations سے یا دوسروں کے involveکرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ امداد جو ہمیں دی جا رہی ہے ڈیڑھ ارب ڈالرز، جیساکہ سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے بتایا کہ اس کا وزن ہمارے بجٹ میں صرف تین فیصد ہے۔ اگر یہ امداد ہمیں نہیں ملتی تو آسمان ہم پر نہیں گرے گا۔ ان شرائط کے ساتھ ہمیں اس امداد کو بالکل accept نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بجائے ہم خود اپنے معاملات کو اس طریقے سے دیکھیں۔ اگر ہم کرپشن کو 50 فیصد بھی کنٹرول کر لیں۔ 200ارب روپے کی کرپشن پچھلے سال ہوئی ہے جوکہ میں نہیں کہتا بلکہ transparency international کے مطابق ہے۔ تو اس کو اگر آدھا بھی کر لیں تو ہمیں کسی کیری لوگر بل کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہاں ریلوے کے بہت زیادہ assets ہیں۔ ہمارے ہاں GHQ اب بنایا جا رہا ہے۔ ہمیں اتنی قیمتی زمین پر GHQ کی ضرورت نہیں ہے۔ GHQ کہیں اور بنایا جائے اور اس زمین کو فروخت کرکے اس کی قیمت کو قومی خزانے میں جمع کر دیں۔ CDA کی بہت ساری زمینیں ہیں اس میں بھی کر سکتے ہیں۔ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ ہمارے سرمایہ کار باہر جو پیسے پڑے ہوئے ہیں یا دولت ہے وہ لے کر آ جائیں یہاں پر اور اپنے ملک میں invest کریں تو بھی ہمیں کیری لوگر بل کے ان conditionalities کے ساتھ ضرورت نہیں ہے۔

ہمیں سبق سیکھنا چاہیے ملائشیا سے ،کوریا سے اور جاپان سے کہ ان کے پاس ہم سے آدھی قدرتی وسائل بھی نہیں ہیں لیکن آپ دیکھیں اس وقت دنیا کے strong economics میں سے ہیں۔ ہماری قوم اتنی بھی گری ہوئی نہیں ہے کہ ہم اپنے پیروں پر کھڑے نہ ہو سکیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپان اور جرمنی کی مثال آپ لے لیں تو بالکل تباہ ہو گئے تھے لیکن بہت ہی مختصر عرصے میں وہ قومیں اس وقت دنیا کے پھر اقتصادی طاقتوں میں سے دنیا کے نقشے پر ابھرے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی طرف دیکھنا چاہیے۔ اگر ہم صرف self respect کے ساتھ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے صرف self respect کے ساتھ جینا ہے تو باقی آسان ہے۔ ہمارے ہاں دنیا کا دوسرا بڑا copper اور کوئلے کے reserves ہوں، نیوکلیئر پاور ہو، جس کے پاس دنیا کے پانچ بڑے پہاڑی سلسلے ہوں، جس کے پاس minerals کی بنڈلز ہوں اور دنیا کا سب سے بڑا کنال نیٹ ورک ہو اور بہت سارے دریا ہوں۔ کیا اس کو اپنی اقتصادی حالت ٹھیک کرنے کے لئے دنیا کے کمزور ترین ملکوں سے بھیک مانگنی چاہیے۔ قطعاً نہیں۔ ہم نے ایک باغیرت قوم کی حیثیت سے اپنے معاملات ٹھیک کرنے ہوں گے ورنہ اسی طریقے سے دوسرے لوگ ہماری مدد کی آڑ میں ہمارے سیاست اور ہماری خود مختاری میں مداخلت کرتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ Time کافی ہو گیا ہے۔

سینیٹر انجینئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جناب چیئرمین! ایک منٹ اور لوں گا۔

Mr. Chairman: Yes, just one minute and not more than one minute.

سینیٹر انجینئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جناب چیئرمین! ایوب خان جیسے dictator نے بھی امریکن کو کہا کہ .friends, not masters پاکستان اس وقت اسلامی دنیا کا nuclear leaderاور وہی ہمارا مقام ہے۔ جیساکہ علامہ اقبال نے کہا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کاامانت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

میں سمجھتا ہوں کہ ان سے request کرنی چاہیے اس کیری لوگر بل کو review کریں اور پھر دوبارہ پاس کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Thank you Senator Humayun. Very kind of you. Mushahidullah Sahib.

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ آج ہم ایک انتہائی اہم مسئلے پر گفتگو کر رہے ہیں اور اتفاق سے آج کے دن میں جو آپ سے بات کر رہا ہوں یہ بھی ایک انتہائی اہم دن ہے اور یہ ایک ایسا دن ہے جسے ہمیں کبھی بھلانا نہیں چاہیے۔ آج 12 اکتوبر کا دن ہے اور ٹھیک دس سال پہلے ذرا تصور کریں کہ اس وقت کیا ہو رہا تھا Prime Minister's House میں۔ جی ایچ کیو میں کس طریقے سے سائے حرکتیں کر رہے تھے اور جیپیں کدھر سے آ رہی تھیں اور کدھر جا رہی تھیں اور بہت سارے ریٹائرڈ جرنیل جو آج بڑی اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں talk shows میں اور دیگر جگہوں پر، اس وقت وہ کیا کر رہے تھے۔ یہ تصور کریں گے تو بہت ساری باتیں کھل کر سامنے آجائیں گی۔

آج ہم کیری لوگر بل کی باتیں ضرور کر رہے ہیں اور اس پر ہمیں debate بھی کرنی چاہیے لیکن ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہے گا۔ ایک کیری لوگر بل آئے گا پھر کوئی اور بل آئے گا پھر ہم اسی طریقے سے یہاں باتیں کرتے رہیں گے پھر ہماری حکومت کے ذمہ داران جب دنیا کے کسی بھی فورم پر جائیں گے وہاں پر صرف ایک ہی لفظ کی گردان کریں گے کہ ہمیں امداد دے دو، ہمیں امداد دے دو، ہمیں امداد دے دو۔ جب اس طریقے سے امداد مانگیں گے--- ہم کہتے تو بہت ہیں کہ ہم بڑی با غیرت قوم ہیں اور حقیقت میں ہم ہیں بھی لیکن اس بے غیرتی سے ہم امداد مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں نا ں کہ؛ ''دے جا سخیا راہ اہ خدا تیرا اللہ ہی بوٹا لائے گا'' ۔

اب اس طریقے سے جب مانگیں گے تو پھر آپ کے ساتھ یہی ہوگا جو ہو رہا ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں بنیادی باتوں پر سوچنا چاہیے اور بنیادی بات یہ ہے۔ میں بہت سارے لوگوں کی تقریریں سن رہا ہوں اور اخبارات میں بھی پڑھتا ہوں لیکن 12 اکتوبر والے دن جو ان لوگوں کے رویے تھے اس کو بھی recall کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے ایک بات بتائیں کہ 12 اکتوبر کو کیا اس ملک کا امن و امان ٹھیک نہیں تھا؟ کیا اس ملک کی economy پابندیوں کے باوجود بھی ٹھیک نہیں تھی؟ کیا مہنگائی اتنی زیادہ تھی جو آج ہے اتنے بلین ڈالر ملنے کے بعد؟ کیا بےروزگاری کی شرح اس وقت ٹھیک تھی یا آج ٹھیک ہے؟ اس وقت امریکہ کے pressure کو محترم نواز شریف صاحب نے برداشت نہیں

کیا؟ ساری دنیا سے ٹیلی فون آئے اور کیا pressure برداشت نہیں کیا تھا؟ اور وہ کیا تھا جو یہ قوم کہہ رہی تھی۔ آج اس قوم کو کیا ہوگیا ہے؟ مجھے بتائیں کہ کیا اس وقت سڑکیں نہیں بن رہی تھیں؟ کیا اس وقت پل نہیں بن رہے تھے؟ کیا اس وقت موٹروے نہیں بن رہی تھی؟ کیا اس وقت غازی بروتھا ڈیم پر کام نہیں ہو رہا تھا؟ کیا اس وقت گوادر پر کام نہیں ہو رہا تھا؟ کیا ہاریوں کو مفت زمینیں تقسیم نہیں کی جا رہی تھیں؟ سب کام چل رہے تھے لیکن اچانک ایک جرنیل ، ایک طالع آزما جرنیل، جس کو اقتدار کا شوق تھا جو ظاہر ہے بہت پہلے سے ہوگا، ایک شب خون مارتا ہے اور پھر ہماری بہت ساری سیاسی قوتیں پرویز مشرف کے حق میں اس کے راگ الاپتی ہیں، اس کے سات نکاتی ایجنڈے کی تعریفیں کرتی ہیں اور اس وقت کسی کو یہ خیال نہیں آیا حالانکہ سب کو پتا تھا کہ یہ گلاس سر پر رکھ کر ڈانس کرنے والا جرنیل ہے۔ اس کی حرکتوں کا اس وقت بھی سب لوگوں کو پتا تھا لیکن اس وقت جناب پرویز مشرف سے جاکر کون لوگ ملتے تھے۔ کن لوگوں نے اس وقت مٹھائیاں تقسیم کی تھیں؟ اور پھر آپ دیکھیے کہ کیا ہوا اس دن۔ آج ہی کا دن تھا، وزیر اعظم ہاؤس کے گیٹ کو پھلانگا جا رہا تھا۔ آپ سوچیں اس دن چیئرمین سینیٹ کا کیا حال ہوگا۔ اس وقت سپیکر قومی اسمبلی کا کیا حال ہوگا۔ یہ جو عملہ بیٹھا ہوا ہے اس کا کیا حال ہوگا لیکن کیا ہم نے اس سے کوئی سبق حاصل کیا؟ ہم نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ پھر آپ دیکھیں کہ نہ صرف دروازے پھلانگے گئے بلکہ ایک two third majority کے وزیر اعظم کی تذلیل کی گئی۔ آپ جب ایک وزیر اعظم کی تذلیل کرتے ہیں تو وہ پوری قوم کی تذلیل ہوتی ہے، وہ کسی ایک شخص کی تذلیل نہیں ہوتی لیکن اس وقت لوگ بھولے ہوئے تھے۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا کہ آج یہ بات لمبی ہوجائے گی۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حالات یہ تھے کہ؛

اک حسین گاؤں تھا کنارہ آب
کتنا شاداب تھا دیار آب
کیا عجب بے نیاز بستی تھی
مفلسی میں بھی ایک مستی تھی
کتنے دلدار تھے ہمارے دوست
وہ بےچارے وہ بے سہارے دوست
اپنا اک دائرہ تھا دھرتی تھی
زندگی چین سے گزرتی تھی
قصہ جب یوسف و زلیخا کا
میٹھے میٹھے سروں میں چھڑتا تھا
قصر شاہوں کے ہلنے لگتے تھے
چاک سینوں کے سلنے لگتے تھے
گیت سنتے تھے، گیت گاتے تھے
ڈوب کر سر میں دن بتاتے تھے
یوں بھڑک اٹھی نفرتوں کی آگ
زندگی میں رہے وہ رنگ نہ راز

دیکھنے کیا لگے سہانے خواب
ہوگئے اپنے آشیانے خاک

اور پھر اس کے بعد دیکھیں 9/11 ہوا اور پھر اس ملک میں جو کچھ حرکتیں ہوئی ہیں اس کے نتیجے میں آج جو ہم اپنی جنگ سمجھ کر بے معنی جنگ لڑ رہے ہیں ۔ ٹھیک ہے دہشت گردی کے خلاف ہم بھی ہیں، شدت پسندی کے خلاف ہم بھی ہیں۔ اس کو ہر قیمت پر ختم ہونا چاہیے لیکن ہم فیصلے ہی غلط کرتے ہیں۔ ہم نہ مسئلے کی جڑ تک جاتے ہیں اور نہ اس کو حل کرنے کےلیے ہماری direction ٹھیک ہوتی ہے۔ مسئلہ اگر راولپنڈی میں ہو تو جا کر کراچی میں حل کرتے ہیں۔ کراچی میں ہو تو پشاور میں جا کر حل کرتے ہیں۔ بے نظیر محترمہ راولپنڈی میں شہید ہوتی ہیں لیکن ہم اس کو جا کر یونائیٹڈ نیشن میں تلاش کرتے ہیں۔ اس کے قاتل پاکستان میں پھر رہے ہیں، ہم پاکستان میں ان کو پکڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کو تیار نہیں ہیں لیکن یونائیٹڈ نیشن کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں کہ "دے جا سخیا راہ خدا تیرا اللہ ہی بوٹا لائے گا۔" ایسے تو ملک نہیں چلتے۔ آج دیکھیں کیا حالات ہوئے، جب ہم نے ایک آمر کی طالع آزمائی کو تسلیم کیا۔ لوگوں نے جدوجہد کی بھی، 12اکتوبر کے بعد بڑی جدوجہدہوئی، نہ صرف نواز شریف صاحب کی فیملی کو گرفتار کیا گیا بلکہ اسحاق ڈار صاحب بیٹھے ہیں، ان سمیت پوری لیڈر شپ کو گرفتار کیا گیا۔ جاوید ہاشمی جیسے آدمی پر تشدد ہوا، خواجہ سعد رفیق پر، مجھ پر خود تشدد ہوا، ضعیم قادری کو ساری ساری رات مارا گیا۔ لوگ خاموش تھے، لوگ پرویز مشرف کا ساتھ دے رہے تھے۔ آج لمبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں کہ ہم سے بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ اگر اس وقت جرنیل کے ہاتھ کو روکا جاتا تو آج جو ہم بے غیرتی کی زندگی بسر کر رہےہیں یہ ہمیں بسر نہ کرنی پڑتی۔ آپ دیکھیں کہ ہزاروں کارکن جیلوں میں جاتے ہیں، لمبی تحریک چلتی ہے۔ دس سال کے بعد،دس سال کے بعد ، ساڑھے آٹھ سال کے بعد ہمیں پھر جمہوریت نصیب ہوتی ہے۔ ہم اس جمہوریت کی عزت بھی نہیں کررہے۔ اس جمہوریت کو سنبھال کر رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر بات ہوتی ہے کہ یہ جمہوریت derail نہ ہو جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ابھی پٹری پر ہی نہیں آئی، derail ہونے کا سوال تو بعد کا ہے، پہلے اس کو genuinely پٹری پر تو لائیں۔ پہلے سترہویں ترمیم کو تو ختم کریں، پہلے میثاق جمہوریت پر تو عمل کریں، پہلے جو قوم کے ساتھ عہد و پیماں کئے تھے ان کو تو پورا کریں، اس کے بعد ٹرین پٹری پر آئے گی، ٹرین تو پٹری پر آئی ہی نہیں۔ پرویز مشرف کی legacy تو آج بھی جاری ہے۔ بڑے فخر سے لوگ کہتے ہیں کہ جناب یہ آج تو نہیں ہو رہا، یہ تو پہلے بھی ہوتا تھا۔ بھائی پہلے پرویز مشرف کے دور میں ہوتا تھا جس کو ہم ڈکٹیٹر کہتے ہیں۔ آپ تو ڈکٹیٹر نہیں ہیں، آپ تو elected لوگ ہیں۔ آپ کیوں اس پالیسی کو لے کر چل رہے ہیں۔ پہلے ملیحہ لودھی تھی آج حسین حقانی ہے وہ بائیس گریڈ کا آدمی پوری قوم کو بھاشن دیتا ہے اور ایسے لگتا ہے کہ وہ ہمارے مفادات کا تحفظ نہیں کر رہا بلکہ وہ امریکہ کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے، کھلے عام آپ اس کی تقریریں سنیں۔ میں نے تو پہلے بھی کہا تھا کہ پارلیمنٹ نے ایک متفقہ قرارداد ڈرون حملوں کے خلاف پاس کی، ہمارے اسی ایمبیسڈر نے کہا تھا کہ ڈرون حملوں کا بڑا فائدہ ہو رہا ہے۔ ان کی بیگم نے بھی ڈرون حملوں کے حق میں بیان دیا حالانکہ ہونا یہ

چاہیے تھا کہ اس وقت ان کو برطرف کر دیا جاتا۔ جب آپ پارلیمنٹ کی متفقہ قراردا د کی دھجیاں اڑائیں گے۔ ایک بائیس گریڈ کا آدمی اتنا طاقت ور ہے یا اللہ جانے کونسے تعلقات ہیں، کیا بات ہے، کیا کہانی ہے، کیا این آر او ہے، کیا stakeholders ہیں، کیا باتیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو stakeholders کی بات ہے اس کو بھی واضح ہونا چاہیے۔ اس کو بھی قوم کے سامنے آنا چاہیے تاکہ ہمیں بھی تھوڑا سا صبر آجائے کہ بھائی یہ اس طرح کے مسائل ہیں، یہ معاہدے ہوئے ہیں اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! میں بتا دوں کہ یہ اقتدار تو آنی جانی چیز ہے۔ اصل میں تو

آزاد منش انسانوں کے دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں
یا تختہ سولی پھانسی کا، یا تخت مقام آزادی کا

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان : اس طرح کی تقریر تو لوگ پیسے دے کر کرواتے ہیں۔ آپ شکریہ کہہ رہے ہیں۔ حد ہوگئی، اسی تے پیسے نئی منگدے۔ میں مختصر کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: اچھا میں مختصر کر دیتا ہوں۔ آج صورت حال یہ ہے ۔آج کی رات ہر ایک گھر کا یہی عالم ہے۔ روز لوگ مر رہے ہیں۔ چاہے وہ جی ایچ کیو میں مریں، چاہے وہ شانگلہ میں مریں، چاہے وہ پشاور میں مریں، چاہے وہ لاہور میں مریں۔ ہیں تو اس ملک کے بچے ہی، اس ملک کی مائیں مر رہی ہیں،بوڑھے مر رہے ہیں، بچے مر رہے ہیں، فوجی مر رہے ہیں، نوجوان مر رہے ہیں۔ وہ کیا کسی شاعر نے کہا تھا۔

یہ کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں
میرے شہر جل رہے ہیں، میرے لوگ مر رہے ہیں
کوئی غنچہ ہو یا گل ہو، کوئی شاخ ہو شجر ہو
وہ ہوائے گلستاں ہیں کہ سبھی نکھر رہے ہیں
وہی خطہ زمیں تھا جہاں رحمتیں تھیں نازل
وہی خطہ زمیں ہے کہ آزاد اتر رہے ہیں
وہی طائروں کے جھرمٹ جو ہوا میں جھولتے تھے
وہ فضا کو دیکھتے ہیں، تو اب آہ بھر رہے ہیں
کوئی اور تو نہیں ہے، پس خنجر آزمائی
ہم ہی قتل کر رہے ہیں ، ہم ہی قتل ہو رہے ہیں

میں نے محترمہ کی بات کی، میں دل سے یہ بات کرتا ہوں۔ میرا دل آج بھی اس شخصیت کو یاد کرتے ہوئے روتا ہے ۔ میں آخری میٹنگ میں میاں صاحب کے ساتھ موجود تھا۔ اس کو جس طریقے سے، اس کی موت ایک طرف، یہ ایک قومی المیہ ہے کہ جس انداز کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اس پر اگر ہماری قوم کے بحیثیت مجموعی کوئی ایکشن نہ لیا۔ ویسے تو وہ ہے

لاکھ بیٹھے کوئی چھپ چھپ کر کمیں گاہوں میں
خون دیتا ہے جلادوں کے مسکن کا سراغ

سازشیں لاکھ اڑاتی پھریں ظلمت کے نقاب
لے کر ہر بوند نکلتی ہے ہتھیلی پر چراغ

انشاء اللہ جو قاتل ہیں وہ ضرور سامنے آئیں گے۔ اگر یہ حکومت نہیں کرے گی تو ہم لے کر آئیں گے، انشاءاللہ ہم محترمہ بے نظیر بھٹو کی ایف آئی آر درج کرائیں گے۔ وقت آنے پر ان کے قاتلوں کو بے نقاب کریں گے۔ میں کیری لوگر بل کے متعلق کہنا چاہتا ہوں، اس کو میں نے تھوڑا سا دیکھا ہے۔ اس بل کی جو شرائط ہیں اس سے قومی تضحیک ہو رہی ہے۔ اس سے ہماری غیرت کو للکارا جا رہا ہے۔ اس سے ہمارے وقار کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ اس سے ہماری یکجہتی پر compromise کیا جارہا ہے۔ بہت ساری باتیں ہم خود کر سکتے ہیں لیکن میں جنرل صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔ امریکہ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں اس طرح سے مداخلت کرے۔ میں آپ سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی کوئی مسئلے کا حل نہیں ہے کہ ہر روز ہم جب تک دہشت گردی کے خلاف نام و نہاد جنگ ہے اس پر کوئی بنیادی فیصلہ نہیں کریں گے، اپریشن کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اپریشن کر لیں گے کچھ عرصہ کے لیے ٹھنڈ بھی ہو جائے گی لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے امریکہ کے کہنے پر افغانستان میں پہلے لوگ مارے ہیں۔ آج ہم اپنے ملک میں مر رہے ہیں اور یہ ڈیڑھ بلین ڈالر وہ معاوضہ اس خون کا ہے جو ہم نے امریکہ کے ساتھ مل کر بے گناہ افغانوں کا بہایا ہے، اپنے لوگوں کا بہایا اور امریکہ کو خوش کرنے کی آج بھی کوشش کر رہے ہیں۔ جب تک ہم اپنی خارجہ پالیسی غیرجانبدار اور آزاد نہیں کریں گے۔ اس پر کانفرنس ہونی چاہیے۔ اس پر کانفرنس نہیں ہونی چاہیے کہ دہشت گردی کیسے ختم ہوگی۔ ہے کسی میں یہ ہمت جو امریکہ کو یہ کہہ سکے کہ ہم اس war against terror میں غیر جانبدار ہیں۔ ہم اپنے لوگوں کا خون ڈیڑھ بلین ڈالر لے کر نہیں بہا سکتے۔ یہ وہ جرات ہے جو کسی لیڈر شپ کو پیدا کرنی پڑے گی۔ جو نظر نہیں آتی۔ میں اس بات کو اس طرح سے کہہ دوں ۔

آج کی رات ہر ایک گھر کا یہی عالم ہے
آج کی رات ہر ایک گھر میں صف ماتم ہے
ماتمی ہاتھ فقط سینہ زنی جانتے ہیں
ماتمی ہاتھوں سے زنجیر نہیں کٹ سکتی
زنجیر کٹے بھی تو فصیل زنداں
اتنی محکم ہے کہ رستے سے نہیں ہٹ سکتی
اور ہٹ جائے بھی بالفرض تو اس کے آگے
اور زنداں ہیں جو اس سے بھی بڑا زنداں

Mr. Chairman: Thank you. Dar sahib, we had earlier decided that deferred questions regarding Interior Ministry will be taken up on Tuesday. Now rota day of the Interior Ministry is following on Wednesday. If the House agrees, we will take up all the questions regarding that Ministry on Wednesday and we will meet tomorrow at 10. a.m. Is the House agreed? I am taking the consensus of the House. Thank you. Then the discussion on the motion will continue tomorrow. The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 13th October 2009 at 10.30 a.m. Thank You.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 13th October 2009 at 10.30 a.m.]